167

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 3جنوری2012کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1. چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ (SCARP) کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے ضیاع کو روکا جائے۔

2. جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ 1995 سے 2001 کے دوران ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو 7فیصد cost of Living Allowance دیا جائے۔۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام اراکین اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔

4. محترمہ آمنہ اُلفت: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4جون1984 اور 7ستمبر1965 کی خلاف ورزی میں بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے

جائیں۔

168

(موجودہ قراردادیں)

1. جناب ضیاء اللہ شاہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

2. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

3. چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر / مختص کی جائیں۔

4. محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔
اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔

169

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

منگل24۔جنوری2012

(یوم الثلاثہ،29۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۴۱﴾ وَّ
سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓـئِكَتُهٗ
لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا ﴿۴۳﴾

سورة الأحزَاب41تا43

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو(41)اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو(42)وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے(43)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عطا کیا ہے مجھ کو درد اُلفت کہاں کی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے، آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم! میں آپ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ یہ آپ کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط ہیں اور پھر آپ نے آپس میں بیٹھ کر کچھ فیصلے بھی کئے ہوئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ نے جو مہربانی کی ہے میں اس سلسلے میں اپنے ممبران کو on board لینا چاہتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! خانپور میں بم دھماکے میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: وہ ہو چکی ہے۔

تعزیت

پنجاب میں جعلی ادویات کی وجہ سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ پنجاب میں جعلی ادویات کے استعمال کی وجہ سے جو ہلاکتیں ہوئی تھیں کل ان کے لئے یہاں پر فاتحہ خوانی کی گئی تھی۔ کل کے اجلاس سے لے کر اب تک مزید 12 اموات note کی گئی ہیں، میری درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

محترمہ نگہی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پھر وہی بات چلے گی، میری بات سنیں یہ وقفہ سوالات ہے آپ مہربانی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! مجھے موقع دیں کہ میں اپنے ممبران کو on board لے لوں۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم آپ سے جو بات کرکے آئے ہیں وہ اپنے ممبران کو بتا نہیں سکے اگر آپ موقع دیں تو ہم on the floor of the House بتا دیں گے۔ میں اپنے طور پر اور اپنے ممبران کی طرف سے آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مکمل طور پر Custodian of the House ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ آپ نے اس چیز کا ثبوت دیا ہے کہ آپ کسی ایک پارٹی کے نہیں بلکہ اس House کے سپیکر ہیں اور آپ نے اپنے good office کو use کرتے ہوئے ہمارے حلقے کی عوام کا حق دلایا ہے۔ ہم اس پر نہ صرف آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ اپنی عوام اور اپنے حلقے کے غریب لوگوں جن کے چھوٹے موٹے کام ہونے تھے ان کی طرف سے آپ کو salute پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: آپ نے جو ایک ملین کے فنڈز release کرانے میں مدد کی ہے اس پر ہم آپ کی عظمت اور بڑائی کو سلام پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، میں نے اس میں کوئی تیر نہیں مارا، بات تو چیف منسٹر صاحب کی ہے اور بقول سردار صاحب کے انہوں نے مہربانی کی ہے۔ یہ خوش آئند ہے کہ تمام حلقوں کی جس طرح نمائندگی ہے ان سب کو فنڈز بھی ضرور ملنے چاہئیں اگر ایک کو فنڈز مل رہے ہیں تو دوسرے کو بھی ملنے چاہئیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بڑی important بات کرنا چاہتا ہوں پھر اس کے بعد وقفہ سوالات شروع کر لیجئے گا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا ایجنڈا کدھر جائے گا؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پچھلی دفعہ بھی کم از کم پچیس دن اجلاس چلا ہے اور ابھی بھی چلتے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔ جعلی ادویات سے اتنی اموات ہو چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی ہیلتھ پر بحث ہونی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، وزیر اعلیٰ صاحب Bonn کے وزیر اعلیٰ ہیں، لندن کے وزیر اعلیٰ ہیں اور نہ ہی under twenty five immature

bureaucrats کے وزیراعلیٰ ہیں بلکہ اس House کے وزیراعلیٰ ہیں جس کو rubber stamp بنا دیا گیا ہے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ وہ House میں آکر یہ بات بتائیں اور House کو اعتماد میں لیں، کہیں لوگوں کی جعلی ادویات سے موت ہو رہی ہے اور کہیں دوائی نہ ہونے کی وجہ سے موت ہو رہی ہے۔آج پنجاب کے اندر کون لوگ ذمہ دار ہیں جنہوں نے یہ جعلی ادویات فراہم کی ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔آپ کی بات سن لی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وزیراعلیٰ صاحب خود وزیر صحت بھی ہیں اگر وہ House میں نہیں آتے تو یہ اتنی negligence ہے کہ میں مطالبہ کروں گا کہ وزیراعلیٰ مستعفی ہوں، اگر مستعفی نہیں ہوتے تو House میں آئیں اور جو لوگ negligence کی وجہ سے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں ان کے بارے میں جواب دیں۔وہ Bonn جاتے ہیں، لندن جاتے ہیں، گلیوں میں پھرتے ہیں لیکن اس House کو rubber stamp کیوں بنا رکھا ہے اور اس House کو مذاق کیوں بنا رکھا ہے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔وہ ضرور آئیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وہ اس House کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: آجائیں گے، آجائیں گے، آپ کو ضرور ملیں گے۔بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ آئیں اور House میں جواب دیں ہم انہیں کچھ نہیں کہتے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، میں کیسے جواب دے سکتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔جعلی ادویات سے جو اموات ہوئی ہیں بالکل اس کے ذمہ داران کو سزائیں ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: [*******]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 174 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: وہی ہو گا جو قانون کے مطابق ہو گا۔قانون کے مطابق جو ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف action ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: وزیر اعلیٰ ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، This is no point of order

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں نے ایک ایسے issue پر بات کرنی ہے کہ آج پورے پاکستان کے اندر واپڈا کی نجکاری کی جا رہی ہے، ملازمین سڑکوں پر ہیں، بیس بیس گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہے، ہسپتالوں میں بجلی نہیں ہے، غریب کا بچہ رو رہا ہے،

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): [*******]

جناب سپیکر: سب کے مائیک بند کر دیئے جائیں اور اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے اور یہ کسی چینل پر بھی نہ دکھایا جائے۔مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): [*******]

جناب سپیکر: دیکھیں یہ آپ کا کام ہے۔یہ ایجنڈا ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): [*******]

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): آج پاکستان کی انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے، آج پاکستان کے اندر سوئی گیس نہیں ہے، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں عوام بے روزگار ہو چکی ہے، اگر یہ بجلی کے بلوں کی ادائیگی کرتے تو آج یہ حالات نہ ہوتے، آج ان لوگوں نے پاکستان کو دیوالیہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اگر وزیر اعلیٰ صاحب یہاں ہوتے تو یہ ماحول نہ ہوتا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):یہ حاجیوں کو لوٹنے والے، یہ بجلی چور، یہ سوئی گیس چور، یہ پاکستان کی عوام کا65۔ارب روپیہ کھا گئے ہیں، یہ کرپٹ ٹولہ ہے۔یہ پرویز مشرف کے جوتے پالش کرنے والے ہیں۔آج ان کو یاد آیا ہے کہ ان پرArticle-6 لگنا چاہئے۔یہ پرویز مشرف کو گارڈ آف آنر دینے والے اور قومی مجرموں کو پناہ دینے والے خود قومی مجرم ہیں۔میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی عوام کے مجرم ہیں اور یہ ڈاکو ہیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"چور مچائے شور، بجلی چور، گیس چور"کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order in the House. Order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"ظالمو!جواب دو خون کا حساب دو، جعلی دوائیاں جعلی ٹیکے ہائے ہائے"کی نعرہ بازی)

کیا آپ یہ قوم کا کام کر رہے ہیں، کیا آپ لوگ قوم کی خدمت کر رہے ہیں؟آپ سب ذمہ دار لوگ ہیں اس لئے آپ کو خود سوچنا چاہئے۔آپ مہربانی کر کے سب تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں کہتی ہوں کہ ادویات کے reaction کی وجہ سے جو اموات ہوئی ہیں اس پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے خلاف proper ایف آئی آر درج ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر:.Order in the House. Order please آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی ہو گی۔قوم آپ کو دیکھ رہی ہے۔یہ ایجنڈا آپ کا ہے لہذا اس کے مطابق کارروائی چلنے دیں۔کیا آپ ایجنڈے کے مطابق House کو نہیں چلنے دینا چاہتے، کیا یہ آپ میں قوم کا درد ہے؟ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔سب معزز ممبران تشریف رکھیں۔سب کے مائیک بند کر دیں۔میرا خیال ہے کہ اب آپ تھک گئے ہوں گے اس لئے باہر جا کر پانی پئیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!حزب اقتدار کے ممبران کو بھی بٹھائیں۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: سب تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات چل رہا ہے۔ قوم آپ کو دیکھ رہی ہے کہ آپ اس کی کیا خدمت کر رہے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ Order in the House. Order please. دونوں اطراف سے معزز ممبران بیٹھ جائیں۔ پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ محمد نوید انجم صاحب! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2554۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2554: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری 2007 سے لے کر آج تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں مندرجہ ذیل افراد کو بھرتی کیا گیا ہے:۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تفصیل بھرتی
1	پروفیسر	02
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر	14
3	اسسٹنٹ پروفیسر	55

کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں کوئی بھی سینئر رجسٹرار بھرتی نہیں کیا گیا تاہم سینئر رجسٹرار کی بھرتی محکمہ صحت نے کی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2007 سے آج تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں کل 71 پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کو بھرتی کیا گیا جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر 3 پروفیسرز، 45 ایسوسی ایٹ اور 302 اسسٹنٹ پروفیسرز نے بھرتی کے لئے درخواستیں دیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں ہیومن ریسورس سیل قائم ہے جو کہ رجسٹرار کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے زیر نگرانی میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ میرٹ لسٹ بنانے کا کام بمطابق پنجاب گورنمنٹ، پنجاب پبلک سروس کمیشن اور پاکستان میڈیکل ڈینٹل کونسل کیا جاتا ہے۔ اس کمیٹی میں رجسٹرار کے علاوہ سینئر لاء آفیسر اور ڈائریکٹر ہیومن ریسورس بھی شامل ہیں۔

(ہ) یہ قطعاً غلط ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں تمام افراد کی سلیکشن میرٹ پر ہوئی جس کو اعلیٰ سطحی بورڈ کرتا ہے جس کے سربراہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں اس کے علاوہ بورڈ میں دوسرے نمائندگان مندرجہ ذیل ہیں:۔

(i) سیکرٹری ہیلتھ یا اس کا نمائندہ

(ii) چیئرمین، پنجاب پبلک سروس کمیشن یا اس کا نمائندہ

(iii) چیئرمین بورڈ آف سٹڈیز

(iv) متعلقہ شعبے کا ڈین

(v) گورنر / چانسلر کا منتخب کردہ نمائندہ

(vi) چانسلر کی طرف سے نامزد کردہ دو متعلقہ شعبہ جات کے اعلیٰ ڈاکٹرز / سائنس دان

(vii) چیف جسٹس، لاہور ہائیکورٹ لاہور یا اس کا نمائندہ

(و) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی سلیکشن کے متعلق ایسی کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی جو ثابت کر سکے کہ کسی بھی جگہ سلیکشن میں بے ضابطگی ہوئی ہو اور نہ ہی کسی امیدوار نے ایسی کوئی شکایت کی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ آپ سپیکر کے فرائض سرانجام نہ دیں۔ آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ اگلا سوال بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2555۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2555: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، لاہور میں پروفیسر، ایسوی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور میں بھرتی ہونے والے سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تفصیل بھرتی
1	پروفیسر	01
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر	--
3	اسسٹنٹ پروفیسر	18
4	سینئر رجسٹرار	65

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کل 210 امیدواروں نے درخواستیں دیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق سپیشل سلیکشن بورڈ نے کی جس کے ممبران حکومت کے احکامات کے مطابق درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	ممبران
1	پرنسپل، چیئرمین
2	ممبر پبلک سروس کمیشن / نمائندہ سیکرٹری S&GAD
3	نمائندہ سیکرٹری ہیلتھ
4	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ
5	متعلقہ شعبہ کا پروفیسر

تاہم درخواستیں(AMS) کی زیرنگرانی مندرجہ ذیل سٹاف کی مدد سے شارٹ لسٹ کی جاتی ہیں۔

(i) عمران اشرف، آفس سپرنٹنڈنٹ

(ii) نعمان احمد، سٹینوگرافر

(iii) محمد اسلم، سٹینوگرافر

(iv) محمد طاہر، سٹینوگرافر

ان کو سپیشل سلیکشن بورڈ انٹرویو کے بعد فائنل کر کے حکومت پنجاب کو بھیجا جاتا ہے جو کہ سپیشل سلیکشن بورڈ کے recommend کردہ افراد کو جانچ پڑتال کے بعد تعینات کرتی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ بھرتی کردہ افراد کو PMDC کے قوانین کے مطابق تجربہ، تعلیمی قابلیت اور اپنے شعبہ پر عبور کے مطابق سپیشل سلیکشن بورڈ نے میرٹ پر recommend کیا اور حکومت نے جانچ پڑتال کے بعد تعینات کیا اور اس عمل میں کسی اہل امیدوار کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد و ضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پہلے سوال نمبر 2554 کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ This is no way. ہم اب اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: کیا کوئی اور معزز ممبر اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے بارے میں مجھے messages موصول ہوئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ دوسرے معزز ممبران کو بھی ایسے ہی messages موصول ہوئے ہوں گے کہ وہاں پر Pathology Lab میں ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ کرنے والی مشینیں خراب ہیں۔ ان مشینوں کو درست کرنے کی بجائے شادمان چوک کے قریب ایک عمارت کرائے پر لے کر اور 50 ملین روپے سے زیادہ رقم خرچ کر کے لیبارٹری قائم کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے اندر جو Pathology Lab ہے اس کو درست کیوں نہیں کیا جا رہا؟ شادمان چوک کے پاس ایک پرائیویٹ عمارت کرائے پر لے کر50 ملین روپے سے زیادہ رقم خرچ کر کے ایک Lab قائم کی جا رہی ہے جبکہ تمام میڈیکل کالجوں میں یہ tests ہوتے ہیں تو کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں ہیپاٹائٹس اور دوسرے tests کیوں نہیں کئے جاتے اور وہاں کی Lab کو کیوں درست نہیں کیا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی اپنی کوئی Lab نہیں ہے۔ یونیورسٹی سے affiliated Institutes, Labs and Colleges ہوتے ہیں جنہیں Constituent College or Lab کہا جاتا ہے۔ اسی طرح Pathology and Pharmacology یا سات آٹھ دوسری لیبارٹریاں قائم کی جاتی ہیں اور یونیورسٹی ان کو affiliation دیتی ہے۔ معزز ممبر شاید Forensic or Medico Legal Lab کی بات کر رہے ہیں۔ صحت کے مختلف شعبوں کی ہر سال upgradation ہوتی ہے اور ان کی capacity میں اضافہ کیا جاتا ہے اس لئے extension ضروری ہوتی ہے۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے Medico Legal Lab کی بات نہیں کی ہے بلکہ میں تو Pathology Lab کی بات کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ Pathology کے آگے بہت سے شعبے ہیں۔ ان میں Histopathology and Hematology ہے تو ان کے مختلف شعبے extend ہوتے رہتے ہیں۔ جب کالج بنتے ہیں تو صرف Pathology Lab ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ Histopathology, Hematology اور مزید جس چیز کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے اس کو extend کرتے رہتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ سوال نمبر2555 پر آ چکے ہیں جبکہ میاں رفیق صاحب سوال نمبر2554 کے حوالے سے ضمنی سوال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔ میاں صاحب! آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بھی پہلے سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، جو سوال گزر چکا ہے اس پر اب ضمنی سوال نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ابھی میاں محمد رفیق صاحب نے بھی تو پہلے سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے۔ میں بھی اسی سوال کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں کوئی بھی سینئر رجسٹرار بھرتی نہیں کیا گیا تاہم سینئر رجسٹرار کی بھرتی محکمہ صحت نے کی ہے" تو محکمہ صحت نے کیسے سینئر رجسٹرار کو بھرتی کیا ہے، دوسرا جو بھی پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر بھرتی کئے گئے ہیں یا کام کر رہے ہیں ان کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر: محترمہ! چونکہ ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں اس لئے اب پہلے سوال پر ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ اگر آپ دوسرے سوال کے حوالے سے کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں تو وہ کریں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3039، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔147 اور 148 میں بنیادی مراکز صحت کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3039: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔147 اور پی پی۔148 لاہور میں بنیادی مرکز صحت کتنے ہیں نیز یہ مراکز کہاں کہاں پر واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ حلقوں میں متعدد مراکز چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں اور ضروری سامان دروازے، کھڑکیاں چوری ہو چکا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقوں میں مندرجہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) حلقہ پی پی۔147 اور 148 میں کوئی بنیادی مرکز صحت نہ ہے اور پی پی۔148 میں گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور گورنمنٹ کے زیر کنٹرول کام کر رہی ہے۔

(ب) گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور کی چاردیواری اور دروازے سلامت ہیں اور وہاں احسن طریقے سے کام ہو رہا ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔147اور148اربن ایریا میں ہیں اس لئے ان میں بنیادی مراکز صحت نہ بنائے جاتے ہیں۔تاہم ان دونوں حلقوں میں درج ذیل ہیلتھ سنٹرز گورنمنٹ کے زیر کنٹرول کام کر رہے ہیں۔

حلقہ پی پی۔147

نمبر شمار	نام سنٹر
1	گورنمنٹ ڈسپنسری باجالائن،لاہور
2	MCHسنٹر درس بڑے میاں،لاہور
3	EPIسنٹر کراؤن پارک
4	EPIسنٹر میاں میر
5	EPIسنٹر محمد نگر
6	MCHسنٹر محمد نگر
7	گورنمنٹ ہومیوڈسپنسری عثمانیہ کالونی
8	گورنمنٹ ڈسپنسری GOR-I
9	EPIسنٹر زمان پارک

حلقہ پی پی۔148

نمبر شمار	نام سنٹر
1	گورنمنٹ ڈسپنسری GOR-IIلاہور
2	گورنمنٹ ڈسپنسری GOR-IIIلاہور
3	گورنمنٹ ڈسپنسری EPIسنٹر رسول نگر
4	گورنمنٹ ڈسپنسری اچھرہ
5	MCHسنٹر اچھرہ
6	ایم سی ایچ سنٹر فاضلیہ کالونی
7	گورنمنٹ ہومیوڈسپنسری نواب روڈ لاہور
8	گورنمنٹ ڈسپنسری سمن آباد
9	MCHسنٹر/EPIسنٹر شاہ کمال
10	MCHسنٹر/EPIسنٹر پکی ٹھٹھی
11	MCHسنٹر نواں کوٹ
12	MCHسنٹر بوڑھ والا
13	MCHسنٹر انزد ٹینکی
14	MCHسنٹر بسطامی روڈ لاہور
15	گورنمنٹ ڈسپنسری رحمان پورہ
16	MCHسنٹر رحمان پورہ
17	EYEہسپتال رحمان پورہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں پی پی۔147 کی ڈسپنسریوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا پی پی۔147 میں صرف یہی 9 ڈسپنسریاں ہیں یا ان کے علاوہ بھی کوئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پی پی۔147 میں جو ڈسپنسریاں، ہیلتھ سنٹر یا EPI سنٹرز ہیں ان کی پوری تفصیل دے دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔ کیا ان 9 کے علاوہ بھی کوئی اور سنٹرز ہیں یا نہیں، کیا پی پی۔147 میں ان کے علاوہ کوئی اور سنٹر کام کر رہا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محکمہ صحت کے نو سنٹر ہی کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! موصوف پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں کہ ہمارے سنٹر بڑے احسن طریقے سے کام کر رہے ہیں جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے کیونکہ یہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سنٹرز میں کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر یا کوئی گائناکالوجسٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان سنٹرز میں ویکسینیٹرز، لیڈی ہیلتھ وزٹرز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز ہوتے ہیں اور قوانین کے مطابق وہاں پر جو سٹاف allocate ہوتا ہے ہم اُسے پورا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اور گائناکالوجسٹ کی وہاں پر تقرری نہیں ہو سکتی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا وہاں پر ڈاکٹرز کی ضرورت نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پوری دنیا میں پرائمری کیئر میں ہیلتھ ورکرز کام کرتے ہیں، وہاں ڈاکٹرز نہیں ہوتے۔ جن مریضوں کو ڈاکٹرز کے پاس جانے کی ضرورت ہوتی ہے اُنہیں ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر3049 ہے۔

لاہور میں میڈیکل کالجوں کی تفصیلات

*3049: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے نظام کے نفاذ سے پہلے لڑکیوں کی کیا تعداد ہوتی تھی؟

(ب) لاہور میں میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے بعد لڑکیوں کی کیا تعداد ہے؟

(ج) محکمہ نے لاہور میں میڈیکل کالجوں میں طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اور طالبات کی مخصوص نشستوں کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں،ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف)اوپن میرٹ کا نفاذ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم کے مطابق سال91۔1990میں شروع ہوا اس سے پہلے سال 90۔1989میں لڑکوں کی سیٹیں510اور لڑکیوں کی سیٹیں بھی510 تھیں۔لاہور کے میڈیکل کالجوں میں لڑکیوں کی تعداد سال90۔1989میں درج ذیل تھی:۔

i	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور	71 سیٹیں
ii	علامہ اقبال میڈیکل کالج ،لاہور	71 سیٹیں
Iii	فاطمہ جناح میڈیکل کالج،لاہور	133 سیٹیں

(ب) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور (سابقا چیئرمین ایڈمشن بورڈ) نے پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں آخری داخلہ سال08۔2007میں کیا اور اس کے بعد گورنمنٹ آف پنجاب نے تمام ایڈمشن کے معاملات یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز ،لاہور کے سپرد کر دیئے ۔سال 08۔2007کے مطابق پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کی بنیاد پر1482 سیٹیں تھیں ان میں سے 941لڑکیاں پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخل ہوئیں۔لاہور کے میڈیکل کالجوں میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد درج ذیل تھی:

نام میڈیکل کالج	اوپن میرٹ	لڑکیاں داخل ہوئیں۔
کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی، لاہور	237	140
علامہ اقبال میڈیکل کالج ،لاہور	220	115
فاطمہ جناح میڈیکل کالج،لاہور	140	140

(ج) سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کے مطابق اور آئین کی تصریحات کی روشنی میں خواتین کی مخصوص نشستیں محدود نہیں کی جاسکتیں بلکہ ان کو اوپن میرٹ کی بنیاد پر مردوں کے مقابلہ میں صرف اوپن میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے اور نشستوں کی تخصیص نہ کی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ 08-2007 کے مطابق پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کی بنیاد پر 1482 سیٹوں میں سے 941 لڑکیاں داخل ہوئیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اتنی زیادہ سیٹوں پر لڑکیوں کو داخلہ ملا تو اُن میں سے کتنی لڑکیاں ڈاکٹر بن کر کام کر رہی ہیں اور کتنی نے پریکٹس چھوڑ دی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس حوالہ سے exact figure تو بتانا مشکل ہے۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں اوپن میرٹ پر داخلے کئے گئے ہیں۔ پہلے 50/50 فیصد کی بنیاد پر داخلہ ہوتا تھا اب 70 فیصد لڑکیاں داخل ہوتی ہیں۔ جو ڈاکٹر بنتی ہیں ہمارے سروے کے مطابق اُن میں سے 30 فیصد سے 35 فیصد بطور ڈاکٹر کام کرتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مرد ڈاکٹروں کی کمی کا جو shortfall آ رہا ہے اس کو حکومت چائنا وغیرہ سے ایم بی بی ایس کر کے آنے والے ڈاکٹروں کے ذریعے سے پورا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہم جنرل میڈیکل کونسل کے معیار کے قریب قریب ہیں۔ اس کے باوجود بھی حکومت پنجاب نے پچھلے سال چار نئے میڈیکل کالج شروع کئے ہیں جن کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں تقریباً ایک ہزار بیڈ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی سال مزید چار میڈیکل کالج شروع کئے جائیں گے تو پہلے ڈاکٹروں کی ہماری سالانہ پیداوار 1998 تھی جن میں

تقریباً100 ڈینٹل سرجن تھے، اب یہ تعداد 3000 سے بڑھ گئی ہے۔ اگلے سال سے ہماری کوشش ہو گی کہ ہر سال4000ڈاکٹرپیدا کئے جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیاڈاکٹروں کے اسshortfall کو چائنا وغیرہ سے پڑھ کر آنے والے ڈاکٹروں کے ذریعے سے پورا کیا جارہاہے تو محترم پارلیمانی سیکرٹری نے چار میڈیکل کالجوں کا ذکر کر دیا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کرغزستان اور چائنا سے جو ڈاکٹر بن کر آئے تھے، 800ڈاکٹروں میں سے صرف 52 ڈاکٹر پاس ہوئے۔ اب حکومت مجبور ہے کہ ہم اُن کے ڈاکٹر لے رہے ہیں۔ کیا سپریم کورٹ کے اُس فیصلے کے خلاف review کا کوئی فیصلہ ہوا جس کی وجہ سے یہ اتنا بڑا shortfallآ چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پوری دنیا میں ڈاکٹروں کی کبھی بھی exact figure پوری نہیں ہوتی۔ انہوں نے دوسری بات چائنا کے ڈاکٹروں کی کی ہے اس وقت چائنا، ایسٹرن یورپ، روس اور وہاں کے دیگر ممالک سے جو ڈاکٹر بن کر آتے ہیں، میڈیکل کونسل اُن کا امتحان لیتی ہے اُن میں سے جو ڈاکٹر پاس ہوتے ہیں اُنہیں ہاؤس جاب یا نوکری دیتے ہیں، جو پاس نہیں ہوتے وہ نوکری کرنے کے eligible نہیں ہوتے۔ انہوں نے52ڈاکٹر پاس ہونے کی جو بات کی ہے بالکل ٹھیک ہے۔ ڈاکٹروں کو نوکری دینے کا امتحان پہلے پی ایم ڈی سی conduct کرتی تھی وہاں پر سینکڑوں ڈاکٹر پاس ہوتے تھے۔ اب یہ امتحان ہماری یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لے رہی ہے جس میں معیار کو سخت کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں صرف اہل لوگوں کو پاس کیا جاتا ہے اور وہی سسٹم میں داخل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! شیخ صاحب نے سپریم کورٹ کے فیصلے پر review کے حوالہ سے بھی ضمنی سوال کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ سال2000 میں ہوا تھا تو review کی تاریخ گزر چکی ہے لیکن اس کے باوجود حکومت نے ایک پٹیشن تیار کی ہے کہ ہم سپریم کورٹ میں درخواست دے کر اسے follow کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں، کیا یہ condonation کی درخواست نہیں دے سکتے تھے اور میں یہاں پر نام نہیں لوں گا، کیا ایک درخواست دے کر public interest میں

چالیس سال پرانا کیس open نہیں ہو سکتا اگر ایسی بات ہے تو یہ لڑکوں کو فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں کیوں داخلہ نہیں دیتے؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے جو اعداد و شمار میرے پاس ہیں اُن کے مطابق 68 فیصد لڑکیاں اوپن میرٹ پر داخل ہو رہی ہیں اور اُن میں سے صرف 10 فیصد بچیاں ڈاکٹر بن کر پریکٹس کرتی ہیں۔ میری معلومات کے مطابق ایک ڈاکٹر بننے پر تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ کیا حکومت اس کے اوپر قانون سازی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ہر ایم بی بی ایس بننے والی لڑکی کم از کم اتنے عرصہ کے لئے حکومت کو ضرور اپنی خدمات دے گی کیونکہ حکومت نے اُس کو ڈاکٹر بنانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہم نے یو ایچ ایس سے جو سٹڈی کروائی ہے اُس میں میڈیکل کالجوں میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد 70 فیصد ہے اور سوہنا صاحب 68 فیصد بتا رہے ہیں۔ 70 فیصد خواتین کو اوپن میرٹ پر میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملتا ہے اور اُن میں سے تقریباً 28 سے 30 فیصد لیڈی ڈاکٹرز نوکری کر رہی ہیں۔ میرے محترم بھائی جس قانون سازی کی بات کر رہے ہیں آج سے پندرہ سال پہلے یہ قانون موجود تھا کہ جو لوگ ڈاکٹر بنیں گے وہ دو اڑھائی سال سول یا آرمی میں نوکری کریں گے لیکن جب سے وہ حکومت بدلی تھی اُس کے بعد یہ قانون effective نہیں رہا لیکن اب ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم داخلے کے وقت اُن لڑکیوں سے affidavit لیں کہ جب وہ ڈاکٹر بن جائیں گی تو اُس کے بعد وہ ایک خاص مدت کے لئے بطور ڈاکٹر serve کریں گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ لائق ہیں اور اُس کی وجہ یہی ہے کہ اگر انہوں نے 70 فیصد تک میرٹ پر داخلہ لیا ہے تو یہ اُن کا حق ہے۔ میں یہ گارنٹی کرتی ہوں کہ اگر پولیس، عدلیہ، ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ، آرمی اور حتیٰ کہ سیاست میں اگر عورتوں کو موقع دیا تو یہ سارے کے سارے باہر ہی چلے جائیں گے اور اس ملک پر خواتین کی لیاقت کا کام ہوتا رہے گا۔ یہ proof ہے کہ higher studies, best students, best merits کی خواتین لائق ہیں تو یہ مرد ڈاکٹروں سے affidavit کیوں نہیں لیتے جو یہاں سے پڑھنے کے بعد نوکری کے لئے باہر چلے جاتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اس House میں فرضی اعداد و شمار پر بات ہو رہی ہے، پارلیمانی سیکرٹری 30 فیصد خواتین کا کہہ رہے ہیں اور سوہنا صاحب 10 فیصد خواتین کا کہہ رہے ہیں کہ وہ ڈاکٹر بننے کے بعد practice کرتی ہیں۔ کیا محکمہ صحت کے پاس کوئی ایسا نظام موجود ہے کہ وہ exact figures دے سکے، کیا محکمہ صحت خواتین ڈاکٹروں کے متعلق حساب کتاب رکھتا ہے، کیا محکمہ انہیں follow کرتا ہے اور کیا اس حوالے سے اعداد و شمار اکٹھے کئے گئے ہیں؟ یہاں House میں سرکاری اعداد و شمار پیش کئے جائیں اور فرضی اعداد و شمار پر بحث نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ہر سال پاس ہونے والی خواتین ڈاکٹروں کی تعداد، نوکری کرنے والی خواتین ڈاکٹروں کی تعداد اور practice کرنے والی خواتین ڈاکٹروں کی تعداد کا data ہمارے پاس ہوتا ہے۔ یہ UHS کی research ہے جو میں نے ایوان میں پیش کی ہے۔ یہ فرضی اعداد و شمار نہیں ہیں۔ اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ فرضی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوالات سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس موضوع پر بحث کے لئے علیحدہ وقت مقرر کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: اس موضوع پر جب بحث ہو گی تو آپ اپنی تجاویز دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جب open merit پر خواتین کو میڈیکل کالجوں میں داخلے دیئے جا رہے ہیں تو کیا حکومت فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں لڑکوں کو داخلہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، جب سپریم کورٹ نے ان کے لئے open merit کر دیا ہے تو پھر خصوصی طور پر خواتین کے لئے میڈیکل کالج کیوں بنائے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہمارے ملک اور معاشرے میں خواتین کے خصوصی حقوق ہیں۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ کے نام سے بنایا گیا تھا۔ یہ پہلے دن سے خواتین کے لئے مختص ہے اس میں لڑکوں کے داخلے کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ وہ خواتین جو co-education والے اداروں میں نہیں پڑھنا چاہتیں، ہمارے رواج

اور مذہب کے مطابق ان کے لئے صرف خواتین کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کا مطالبہ ہوتا رہتا ہے اس لئے تین اور خواتین کی یونیورسٹیاں بھی قائم کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 3723 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد۔ڈسٹرکٹ ہسپتال میں سی ٹی سکین مشین نصب کرنے کا مسئلہ

*3723: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال حافظ آباد میں سی ٹی سکین مشین نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں سی ٹی سکین مشین نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ صحت کی موجودہ پالیسی کے مطابق ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سی ٹی سکین مشین ابھی مہیا نہ کی جارہی ہیں تاہم یہ سہولت ابھی صرف تدریسی ہسپتالوں میں مہیا کی جارہی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں سی ٹی سکین مشینوں کے بارے میں ہے۔ یہاں کہا گیا ہے کہ اس وقت ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں سی ٹی سکین مشینیں لگانے کی حکومت کی پالیسی نہ ہے یہ جواب تمام ڈسٹرکٹ ہسپتالوں بشمول حافظ آباد کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید مالی مشکلات کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر حکومت یہ مشینیں نہیں لگا سکتی تو کیا private partnership کے ساتھ مشینیں لگانے کی کوئی پالیسی وضع کی جارہی ہے کہ یہ مشینیں وہاں نصب ہو جائیں؟ یہ حقیقت ہے کہ سی ٹی سکین مشین diagnose کرنے کی بنیادی مشین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ضلع اس مشین سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! House in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں protest کرتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرتیں اور House کو disturb کرتی ہیں جس سے House کا مذاق بن رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سی ٹی سکین اور MRI مشینیں عام مشینیں نہیں ہیں۔ یہ diagnostic setup میں top کی مشینیں ہیں۔ دنیا کے کسی ملک میں یہ regional ہوتی ہیں اور ہر ہسپتال میں نہیں ہوتیں یہاں تک کہ جہاں پر regional نہیں ہیں وہاں پر ٹرکوں میں monitor ہوتی ہیں۔ میرے بھائی نے جو سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں MRI لگانا ممکن نہیں ہے۔اس کے علاوہ کل مریضوں میں سے 5 سے 7 فیصد مریض ان مشینوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ان کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اس لئے یہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کی بجائے، جیسے حافظ آباد کی بات ہو رہی ہے تو گوجرانولہ میں مشین لگی ہوئی ہے۔ گوجرانوالہ حافظ آباد سے 20 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے، ضرورت کے مطابق مریض کو وہاں پر منتقل کیا جاتا ہے اور ان کے test کئے جاتے ہیں۔ معزز ممبر نے جو public private partnership کی بات کی ہے تو اس میں ہمارے پہلے تجربے بہت کامیاب نہیں ہوئے اس لئے اس پر ابھی کام اور غور وخوض جاری ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ ایک بنیادی مشین ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔اس سے پہلے ہمارا تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ اپنے تجربے کو درست کر لیں کیونکہ یہ ایک بنیادی مشین ہے، یہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری سے یہ سوال ہے کہ جس طرح ہر ڈسٹرکٹ میں ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال ہے۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ پنجاب میں کوئی ایسا ڈسٹرکٹ بھی ہے جہاں ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال نہیں ہے اور RHC میں ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہے۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 3842 ہے۔

فیصل آباد میں ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3842: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے ہسپتال ہیں اور ہر ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کس کس مرض کے وارڈز ہیں؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(د) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور کیوں خالی ہیں، ان پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد شہر میں مندرجہ ذیل چار ہسپتال ہیں۔ جن کے نام بمعہ بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	تعداد بیڈز
1	الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	1278
2	ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد	704
3	FIC فیصل آباد	202
4	غلام محمد آباد ہسپتال فیصل آباد	50

(ب) ان ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل امراض کے وارڈز ہیں۔

1۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد

(i)	میڈیسن	(ii)	یورالوجی
(iii)	انکالوجی	(iv)	سرجیکل
(v)	نیورو سرجری	(vi)	پرائیویٹ
(vii)	کارڈیالوجی	(viii)	آئی
(ix)	ICU	(x)	بچہ میڈیسن
(xi)	برن یونٹ	(xii)	ڈائیلاسز
(xiii)	بچہ سرجری	(xiv)	ENT
(xv)	ایمرجنسی	(xvi)	آرتھوپیڈک سرجری
(xvii)	گائنی		

2۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد

(i) میڈیسن	(ii) سرجیکل
(iii) سکائٹری	(iv) گائنی
(v) جلد	(vi) ناک کان گلہ
(vii) آئی	(viii) چلڈرن
(ix) ٹی بی چیسٹ	(x) کارڈیالوجی
(xi) ہیپاٹالوجی	(xii) قیدی
(xiii) ڈینٹل سرجیکل	

3۔ غلام محمد آباد ہسپتال فیصل آباد

(i) سرجیکل	(ii) گائناکالوجی
(iii) ای،این ٹی	(iv) آئی
(v) چلڈرن	

4۔ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد ایک سپیشل انسٹیٹیوٹ ہے جس میں صرف امراض قلب کا علاج ہوتا ہے اور امراض قلب کے مریضوں کے ہی وارڈز ہیں۔

(ج) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کل منظور شدہ اسامیاں 1835 ہیں۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 436 ہے۔

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کل منظور شدہ اسامیاں 157 ہیں۔

(iv) FIC فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 159 ہے جبکہ دیگر پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 294 ہے۔

(د) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی 70 اسامیاں خالی ہیں جو کہ موزوں امیدواروں کی عدم دستیابی کی وجہ سے، متعدد بار اخبار میں اشتہار کے باوجود بھی پر نہیں کی جا سکیں۔ پیرا میڈیکل سٹاف کی 90 اسامیاں خالی ہیں جن کو پُر کرنے کے لئے موزوں امیدواروں سے درخواستیں لی جا چکی ہیں اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد اور گورنمنٹ جنرل غلام محمد آباد ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں بتایا گیا ہے فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی 70 اسامیاں خالی ہیں جو کہ موزوں امیدواروں کی عدم دستیابی کی وجہ سے، متعدد بار اخبار میں اشتہار کے باوجود بھی پُر نہیں کی جا سکیں۔ پیرامیڈیکل سٹاف کی 90 اسامیاں خالی ہیں جن کو پُر کرنے کے لئے موزوں امیدواروں سے درخواستیں لی جا چکی ہیں اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو جواب پڑھنے کے لئے نہیں کہا۔ آپ ضمنی سوال کریں۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں مطمئن نہیں ہوں۔ انہوں نے جز(د) کا جواب دیا ہے جس کے مطابق جو اسامیاں خالی ہیں، وہ 1993 سے آج تک خالی ہیں یعنی 19 سال سے خالی ہیں۔ وہ اسامیاں انتہائی sensitive ہیں۔ ان میں اسسٹنٹ بوائلر انجینئر III کلاس خالی ہے۔ اس اسامی کی gravity کا احساس میرے پارلیمانی سیکرٹری کر سکتے ہیں۔ یہ اس بارے میں جواب دیں کہ یہ اسامی آج تک کیوں خالی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! دو طرح کی اسامیاں ہیں ایک ٹیکنیکل کی ہیں، پوری دنیا میں جو کارڈیالوجی انسٹیٹوٹ ہیں ان میں نرسوں، ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے اس لئے کارڈیالوجی میں trained لوگ کم ملتے ہیں۔ یہ کمی ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں ہے۔ ہمیں کبھی بھی trained لوگ پوری تعداد میں نہیں ملتے بلکہ ICUs چلانے والی Nurses & Doctors بھی کم ہیں۔

جناب سپیکر: کیا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ کچھ کر رہے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کی سیٹ 1993 سے خالی ہے۔ اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کی اہمیت کو پارلیمانی سیکرٹری بخوبی جانتے ہیں۔ اسی طرح ہسپتال کے چیف ایگزیکٹو اور سیکرٹری صحت بھی جانتے ہوں گے۔ دوسری لانڈری مینجر کی سیٹ بھی 1993 سے خالی ہے، تیسری ایم آر آئی ٹیکنیشن اور چوتھی لیزر آپریٹر

ٹیکنیشن کی سیٹ بھی1996 سے خالی ہے۔اگر وہاں پر متعلقہ سٹاف نہ ہو تو پھر ہسپتال کیا خاک چلے گا اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہسپتال کیسے چل رہا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس دس نئی درخواستیں آئی ہیں جو دنیا کے بہترین سرجن اور فزیشن ہیں۔اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کا کام لانڈری مینجر نے چلانا ہوتا ہے اس حوالے سے میں ایوان کے گوش گزار کرتا ہوں کہ لاہور میں ہمارے بڑے بڑے ہسپتالوں میں بھی اسسٹنٹ بوائلر انجینئر میسر نہیں ہیں۔چونکہ اس کے لئے ڈگری چاہئے ہوتی ہے اس لئے ہمارے پاکستان میں بہت کم لوگ ہیں۔اس کی بجائے trained لوگوں سے کام چلایا جاتا ہے۔اسی طرح ہمارے پاس ایم آر آئی ٹیکنیشنز کی بھی کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ہم لوگوں کو بھرتی کر کے trained کر رہے ہیں اور ایم آر آئی کے لئے دس نئے ڈاکٹروں کی درخواستیں بھی آئی ہوئی ہیں۔ایف آئی سی، پی آئی سی اور ایم آئی سی میں ایم آر آئی کو چلانے کے لئے نئے سٹاف کی بھرتی کا عمل جاری ہے جو انشاء اللہ جلدی مکمل ہو جائے گا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جواب بالکل غلط ہے۔آپ خود اندازہ کریں کہ 1993 یا 1996 سے لے کر آج تک لانڈری مینجر، ایم آر آئی ٹیکنیشن، لیزر آپریٹر ٹیکنیشن، پلاسٹر ٹیکنیشن اور ریڈیو تھراپی ٹیکنیشن کی سیٹیں خالی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ انجیو گرافی آپریٹر کی سیٹیں بھی خالی ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سیٹیں 1996 سے آج تک خالی ہوں؟ وہاں پر گھپلا یہ ہو رہا ہے کہ سٹاف کو ایڈہاک اور روزانہ کی بنیاد پر رکھ کر اپنے من پسند لوگوں کو enjoy کروا رہے ہیں۔یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ 1993 اور 1996 سے لے کر آج تک وہ سیٹیں خالی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے تین specialties کے نام لئے ہیں ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں پانچ گنا زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں۔اگر ہم ان کو 17ہزار کی offer کرتے ہیں تو پرائیویٹ سیکٹر سے انہیں 70ہزار تنخواہ ملتی ہے۔سرکاری اداروں میں خالی سیٹوں کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم ان کو کم تنخواہیں دیتے ہیں اور وہ گورنمنٹ کی بجائے پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرتے ہیں جس سے گورنمنٹ کی سیٹیں خالی رہتی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جنہوں نے سوال کیا ہے اُن کو تو کرنے دیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال چنا جواب گندم والی بات ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر وہاں پر انجیو گرافی کا ٹیکنیشن نہیں ہے تو پھر انجیو گرافی کون کر رہا ہے؟ ابھی یہاں پر بات ہوئی تھی کہ پی آئی سی میں غلط ادویات کی وجہ سے 32 ہلاکتیں ہو گئی ہیں۔ جہاں پر انجیو گرافی ٹیکنیشن یا لانڈری مینجر ہی نہیں ہے تو وہاں پر کیسے کام چل رہا ہو گا؟ میرا تو یہ سوال ہی نہیں ہے کہ ہمارے ہاں تنخواہیں کم ہیں اور پرائیویٹ والے زیادہ دے رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری یا تو یہ کہہ دیں کہ وہاں پر انجیو گرافی ٹیکنیشن نہیں ہے اس لئے انجیو گرافی نہیں ہو رہی۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ وہاں پر انجیو گرافی کون کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں کہ وہاں پر انجیو گرافی کیسے ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ صرف لانڈری مینجر کی بات کر رہے ہیں بلکہ میں انہیں بتاتا ہوں کہ ایف آئی سی میں کارڈیک سرجن اور فزیشن میسر نہیں تھے اور پی آئی سی لاہور کا سٹاف ہفتہ میں دو دن وہاں پر جاکر سرجری کرتا تھا۔ جس طرح میرے بھائی انجیو پلاسٹی کا ذکر کر رہے ہیں تو انجیو پلاسٹی اور کارڈیک سرجری کے لئے لاہور سے تین پروفیسروں سمیت ٹیم ابھی بھی وہاں پر جاکر دو دن سرجری کرتی ہے اور پھر واپس آ جاتی ہے۔ اصل میں وجہ یہ ہے کہ جو ڈاکٹر اور پروفیسر لاہور میں میسر ہیں وہ فیصل آباد میں میسر نہیں ہیں۔ اسی طرح راولپنڈی یا وزیر آباد میں بھی اس طرح کا سٹاف میسر نہیں ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں پھر یہ کہوں گا کہ میرا اس سے متعلق ضمنی سوال ہی نہیں ہے۔ بہر حال میں آگے ان کی طرف سے دی گئی لسٹ کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ جنریٹر آپریٹر کی سیٹ 1996 سے خالی ہے۔ یہ وزیر آباد کے بندے کو ہفتہ میں دو دن بھجوا رہے ہیں اور ایک دن لاہور سے بھجوا رہے ہیں۔ آج کل بجلی جانے کا تو کوئی ٹائم ہی نہیں ہے کیونکہ بجلی تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے کے بعد جا رہی ہے۔ جس وقت ہسپتال میں آپریشن ہو رہے ہوں گے اور اچانک بجلی چلی جائے تو پھر اموات واقع ہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ چونکہ ایف آئی سی کے حوالے سے سوال کر رہے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ایف آئی سی کی بات نہیں کر رہا بلکہ فیصل آباد کی بات کر رہا ہوں اور میں ان کے محکمہ کی طرف سے دی گئی لسٹ کے مطابق بتا رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ بھول گئے ہیں کہ ایف آئی سی فیصل آباد میں ہی ہے۔ میں ایف آئی سی میں خود گیا ہوں اور وہاں پر تین الیکٹریشن کام کر رہے ہیں جو جنریٹر بھی چلاتے ہیں اور بجلی کا کام بھی کرتے ہیں۔ خواجہ اسلام صاحب بتا رہے ہیں کہ جنریٹر آپریٹر یا لانڈری ٹیکنیشن نہیں ہے تو میں انہیں بتاتا ہوں کہ وہاں پر ساری چیزیں چل رہی ہیں لیکن specified ڈگریاں رکھنے والے، ڈپلومہ ہولڈرز اور qualified لوگ نہیں ملتے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کا ڈپلومہ رکھنے والے لوگ میسر نہیں ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کے ہوٹلوں میں ان کو تنخواہ 70 ہزار ملتی ہے اور ہماری تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں میسر نہیں ہوتے پھر ہم لوگوں کو trained کر کے کام چلاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارے پاس بندے نہیں ہیں اور ڈاکٹرز نہیں مل رہے تو میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسی گورنمنٹ نے چار سو ڈاکٹروں کو پچھلے ہفتے N.O.C دیا ہے۔ اب یہ کتنی بڑی contradiction ہے کہ انہوں نے ڈاکٹروں کو باہر سعودی عرب جانے کا N.O.C کیوں دیا؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔ جب پارلیمانی سیکرٹری کہتے ہیں کہ ہمیں ڈاکٹرز نہیں مل رہے تو پھر آپ خود فیصلہ کریں کہ چار سو ڈاکٹروں کو باہر جانے کے لئے N.O.C کیوں دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے 39 ٹیچنگ ہسپتالوں اور سات DHQs میں specialists ہیں۔ ہمارے پاس لسٹ موجود ہے اور جہاں ہمارے پاس surplus لوگ ہوتے ہیں اُن کو ہم NOC دیتے ہیں اور جہاں surplus نہیں ہوتے جیسے Anesthesia, Radiology and Psychiatry والے ہیں ان کو NOC جاری نہیں کر رہے بلکہ بھرتی کر رہے ہیں لہذا ان کے سوال کا جواب یہ ہے کہ بالفرض ہمارے پاس surplus میں پانچ سو لوگ ہیں اور اگر اُن کو سعودی عرب یا کسی دوسرے ملک میں نوکری ملتی ہے تو پھر ہم انہیں N.O.C دیتے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرے اس سوال کا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ اپنے سوال پر ایک گھنٹہ ضائع نہ کریں۔ اب مہربانی کر کے کسی اور کو سوال کرنے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک ایک سوال پر unlimited ٹائم لگ رہا ہے جبکہ باقی سوالات رہ جاتے ہیں۔ ایک سوال پر short question اور اس کا short answer ہونا چاہئے تاکہ بقایا سوال بھی آ سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

MRS SEEMAL KAMRAN: On his behalf.

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ کے دو سوال ہوں گے تو پھر اپنا سوال نہیں لے سکیں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی سے میرے سوال کی باری ہی نہیں آنی۔ سوال نمبر 3916 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ محترمہ! میری مہربانی سے باری نہیں آ رہی؟

پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں واقع آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3916: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں آر ایچ سیز کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر آر ایچ سی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر آر ایچ سی میں ڈاکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس جگہ کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں کوئی رورل ہیلتھ سنٹر نہ ہے۔

(ب) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں کوئی رورل ہیلتھ سنٹر نہ ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مورخہ 17۔جولائی 2009 کو اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں RHCs کس کس جگہ پر واقع ہیں جس کا جواب 18۔اکتوبر 2011 کو آیا ہے۔ اس حلقہ میں definitely تین چار لاکھ لوگ رہتے ہوں گے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں کوئی رورل ہیلتھ سنٹر نہ ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا وہاں پر انسان نہیں بستے، کیا وہ بیمار نہیں ہوتے اور کیا ان کو علاج کی ضرورت نہیں ہوتی؟ مزید دو سال کے بعد جواب یہ آ رہا ہے کہ وہاں پر RHC کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی آپ کو بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! صحت کے قوانین کے مطابق پندرہ کلو میٹر کے اندر ایک BHU بن سکتا ہے اگر اُس سے قریب ایک BHU ہو تو دوسرا نہیں بن سکتا۔ محترمہ جس جگہ کا بتا رہی ہیں وہاں پر پندرہ کلو میٹر کے اندر BHU یا RHC ہوں گے جس کی وجہ سے نہیں بنا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے پی پی۔233 ضلع وہاڑی کی بات کی ہے۔ کیا پی پی۔233 صرف پندرہ کلو میٹر پر محیط ہے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کس قسم کی بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پندرہ کلو میٹر کی range میں جو علاقہ آتا ہے وہاں پر اگر کوئی BHU یا RHC ہو تو دوسرا تعمیر نہیں ہو سکتا۔ شاید اس کے قریب RHC یا BHU واقع ہو گا بہر حال میں اس کی تفصیل فراہم کر دیتا ہوں کہ ضلع وہاڑی میں اس وقت ایک DHQ اور دو عدد THQ ہسپتال ہیں جو تحصیل میلسی اور بورے والا میں

ہیں۔ ضلع وہاڑی میں کل نوّے B.H.Us ہیں جو تمام کے تمام functional ہیں اور R.H.Cs کی تعداد دس ہے۔ اگر آپ R.H.Cs کی تفصیل پوچھیں تو ایک چک نمبر EB-222، ایک ماچھی وال، ایک WB-56، ایک لڈن، ایک گگو، ایک شرف، ایک ٹبہ سلطان پورہ، ایک جلہ جیم، ایک ساہوکا اور ایک WB-87 میں واقع ہے۔ میں نے یہی کہا ہے کہ پندرہ کلو میٹر کے فاصلہ کے اندر ایک R.H.C ہو تو وہاں دوسرا نہیں بن سکتا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں کہ کیا جہاں پر B.H.Us ہوں وہاں ان پر مشتمل ایک R.H.C نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ تو محکمہ صحت کا principle ہے کیونکہ گائنا کالوجی کی سہولت R.H.C میں دینی ہوتی ہے اور ایک B.H.U کو رورل ہیلتھ سنٹر میں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جب آپ کو پتا ہے تو پھر چلنے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پی پی۔233 کے اندر آٹھ B.H.Us ہونے کے باوجود وہاں رورل ہیلتھ سنٹر نہیں دیا گیا تو انہیں یہ دینے کا وعدہ کر لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: اگر اس فاصلے پر نہ ہو تو یہ وعدہ کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! فاصلے کا نہیں ہے بلکہ رولز میں B.H.Us کا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کسی اور سنٹر میں چلے گئے ہوں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آٹھ B.H.Us پر گائنا کالوجی کی سہولت دینے کے لئے ایک R.H.C ہونا ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ ان کے رولز میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہاں پر آٹھ B.H.Us نہیں بنے اسی لئے پی پی۔233 میں R.H.C نہیں بنا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ تو بڑی اچھی خبر ہے کہ وہاں پر اتنی تعداد میں B.H.Us نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! دو سوال کئے گئے ہیں جن میں پہلی بات یہ کی گئی ہے کہ وہاں پر کوئی سنٹر کام نہیں کر رہا اور وہاں پر کرنا چاہئے۔ اس کے لئے اگر ہم لکھ کر دیں گے تو وہاں کے مقامی لوگ قائم کر دیں گے کیونکہ ابھی اس کے ارد گرد ہسپتال موجود ہیں اور B.H.Us ہیں اس لئے وہ کر دیں گے۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں پنجاب کا نمائندہ ہونے کے حوالے سے ابھی لکھ کر بھی دیتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں کہ پی پی۔233 میں رورل ہیلتھ سنٹر دیا جائے کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کی ضرورت ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ چونکہ میں پنجاب کا نمائندہ ہوں اور پورے پنجاب کے حقوق کو look after کرنا یا suggestions دینا میرا حق ہے اور میں اپنا یہ حق exercise کرتے ہوئے آج ہی پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ آپ کی تجویز ہے ضمنی سوال تو نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس تجویز پر انشاء اللہ ضرور غور ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: میرے سوال کا نمبر 3934 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد شہر میں سرکاری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3934: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے سرکاری ہسپتال ہیں؟

(ب) ہر ہسپتال کتنے رقبہ پر کب بنایا گیا تھا؟

(ج) ہر ہسپتال کتنے بیڈز، وارڈز اور بلاک پر مشتمل ہے؟

(د) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں گریڈ وار خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ہ) ان ہسپتالوں کے لئے مالی سال 10۔2009 کے لئے کتنی رقم ہسپتال وار مختص کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد شہر میں مندرجہ ذیل چار سرکاری ہسپتال ہیں:

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال، غلام محمد آباد، فیصل آباد

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی،

(ب)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد 1987 میں تعمیر ہوا۔ اس کا کل رقبہ 5,87,998 سکیئر فٹ ہے۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد 1956 میں تعمیر ہوا اس کا کل رقبہ 20 ایکڑ ہے۔

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد، فیصل آباد 99-04-19 کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے محکمہ صحت کی تحویل میں آیا۔ اس کا کل رقبہ 14.08 ایکڑ ہے۔

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد 2005 میں شروع ہوا اور 13۔نومبر 2007 کو اس کا افتتاح ہوا، ہسپتال کا مجموعی رقبہ 67 کنال ہے۔

(ج) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد 1400 بیڈز، 22 وارڈز اور 2 بلاکوں پر مشتمل ہے۔ وارڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) گائنی یونٹ (I) لیبر روم، آرتھوپیڈک، پیڈیاٹرکس، میڈیکل یونٹ۔
(I) میڈیکل یونٹ (II) میڈیکل یونٹ۔iii (ڈائیلاسسز)، نیورو سرجری، پرائیویٹ، گائنی یونٹ، ای این ٹی یونٹ I&II، آئی ڈیپارٹمنٹ، سرجیکل یونٹ۔I، سرجیکل یونٹ۔II، سرجیکل یونٹ۔III، یورالوجی / پیڈز سرجری + برن یونٹ، سی سی یو، ریڈیو تھراپی، ریکوری روم (تھیٹر)، آئی سی یو، ایمرجنسی)

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد 704 بیڈز، 12 وارڈز اور 5 بلاکوں پر مشتمل ہے۔ (وارڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔ میڈیسن، سرجیکل، سکائٹری، گائنی، جلد، ناک، کان گلہ، آئی، چلڈرن، ٹی بی چیسٹ، کارڈیالوجی، ہیپاٹالوجی اور قیدی وارڈ)

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد 50بیڈز اور 2وارڈز (جناح وارڈ برائے male اور فاطمہ وارڈ برائے female) پر مشتمل ہے۔

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی مجموعی طور پر 202بیڈز پر مشتمل ہے جس میں مندرجہ ذیل وارڈز ہیں۔ ایمرجنسی وارڈ، کارڈیالوجی وارڈ، انجیوگرافی وارڈ، سی سی یو I سی سی یو II، آئی سی یو، آئی آئی سی یو، کارڈیک سرجری وارڈ، پری اپ، ایسیولیشن، پیڈیاٹرک، ڈائیلاسز۔

(د)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کل منظور شدہ اسامیاں 206 ہیں، جن میں سے 141 اسامیاں پُر ہیں اور 65 خالی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں 175 ہیں، جن میں سے 130 اسامیوں پر ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ 45 اسامیاں خالی ہیں (تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں 28 ہیں جن میں سے 23 پُر ہیں جبکہ 5 اسامیاں خالی ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	پُر اسامیاں	خالی اسامیاں
19	03	02	01
18	11	08	03
17	14	13	01

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 157 ہے جن میں سے 92 اسامیاں خالی ہیں تفصیل درج ذیل ہے:۔

گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
20	06	01
19	15	11
18	62	50
17	74	30

تمام مذکورہ بالا ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن جلد پُر کیا جا رہا ہے۔

(ہ)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے لئے مالی سال 10-2009 کے دوران 82 کروڑ 81 لاکھ 15 ہزار روپے مختص کئے گئے۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد کو 10-2009 کے دوران کل 39 کروڑ 91 لاکھ 52 ہزار روپے دیئے گئے۔

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد کے لئے مالی سال 10-2009 کے لئے 5 کروڑ 83 لاکھ 67 ہزار 5 روپے مختص کئے گئے۔

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد کے لئے مالی سال 10-2009 کے لئے 47 کروڑ 15 لاکھ 76 ہزار روپے مختص کئے گئے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ D.H.Q ہسپتال میں ڈاکٹر کی کل منظور شدہ اسامیاں 175 ہیں جن میں سے 130 اسامیوں پر ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں اور 45 اسامیاں خالی ہیں۔ فیصل آباد میں یہ ہسپتال 1956 میں بنا ہے اور یہ سیٹیں آج تک خالی ہیں۔ اس کے ساتھ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں 206 سیٹیں ہیں جن میں سے 141 fill ہیں اور 65 سیٹیں خالی ہیں اور یہ ہسپتال 1987 میں بنا ہے۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ 1956 اور 1987 سے لے کر آج تک وہاں پر کیسے کام ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! جب ہسپتال بنتے ہیں تو خالی اسامیاں مختلف سپیشلسٹ کی ہوتی ہیں جن میں ہنر مند افراد یا ڈاکٹرز میسر نہیں ہوتے اور اگر ہوتے ہیں تو وہ چھوٹے شہروں میں نہیں جاتے اور بڑے شہروں میں رہتے ہیں چونکہ 1994 سے لے کر آج تک تمام لوگ کنٹریکٹ پر بھرتی ہو رہے تھے تو اس حکومت نے پچھلے دو سال سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی شروع کی ہے جس کے نتیجے میں 2010 میں ہم نے تقریباً 1300 میڈیکل آفیسرز اور 300 W.M.Os بھرتی کئے ہیں اور 2011 میں 300 میڈیکل آفیسرز اور 100 W.M.Os بھرتی کئے ہیں جو کہ کل 1800 لوگ بھرتی کئے گئے ہیں تاکہ انہیں ان مقامات پر تعینات کیا جائے جہاں اسامیاں خالی ہیں۔ یہ کوشش جاری ہے اور بہت جلد انشاء اللہ یہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پوری کر دی جائیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! محکمہ جواب دے رہا ہے کہ بھرتی پر پابندی ہونے کی وجہ سے بھرتی نہ ہو سکی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے بھائی جواب کچھ اور دے رہے ہیں تو یہ مجھے صرف یقین دہانی کرا دیں کہ اب یہ سیٹیں وہاں پر fill ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ تھوڑا سا mix-up کر گئے ہیں کیونکہ پابندی lower staff کے سکیل 1 to 14 ban تھا لیکن جو بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے یعنی گریڈ 17,18,19 اور 20 پر پابندی نہیں ہے اور ہم خالی سیٹوں

کی ریکوزیشن بھیجتے ہیں اور پبلک سروس کمیشن میرٹ کے مطابق select کرتا ہے اور جہاں پر جگہ خالی ہوتی ہے ان اضلاع میں تعیناتی کر دی جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! خالی اسامیوں کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا کون ذمہ دار ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! اس طرح میں آپ کو سوال کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ ان کا سوال ہے تو انہیں ہی بات کرنے دیں۔ آپ خود بھی محنت کیا کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ فیصل آباد کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ اس سال میں سیٹیں fill ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنی سیٹیں خالی ہیں۔ ان کا اپنا ایک طریق کار ہے اور وہ ہر مہینے میں لوگوں کا انٹرویو کرتے ہیں اور select کرتے ہیں تو ہم ان کی تعیناتی کرتے جاتے ہیں اور اس کی تعداد بیس، پچیس، چالیس یا ایک سو جتنے ڈاکٹر پاس کرتے ہیں انہیں ہم وہاں پر بھیجتے ہیں اور ہماری ترجیح ہے کہ جو بڑے بڑے ہسپتال۔۔۔

جناب سپیکر: جس کی بات انہوں نے کی ہے اس کی آپ یقین دہانی کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تعمیل ہو گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! فیصل آباد کے ہسپتالوں سے متعلق دو سوال ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، دو نہیں ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! پہلا سوال 3842 تھا اور دوسرا 3934 ہے اور دونوں کے جوابات میں بہت زیادہ تضاد ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ کون سا جواب درست ہے کیونکہ الائیڈ ہسپتال کے متعلق سوال کے جواب میں کہا ہے گیا کہ یہ 1400 بیڈ کا ہسپتال ہے جبکہ پچھلے سوال کے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ 1278 بیڈ کا ہسپتال ہے۔ پچھلے سوال میں انہوں نے کہا کہ 70 ڈاکٹر ایف آئی سی میں کم ہیں اور اس میں 90 ڈاکٹرز کم کا کہہ رہے ہیں تو کون سا جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! بڑے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کے نمبرز ہر روز change ہوتے ہیں اس لئے کہ transfer & posting کے علاوہ نئی بھرتی اور ریٹائرمنٹ بھی ہوتی ہے تو جو سوال ہمیں موصول ہوتا ہے، جس دن اس کا جواب لکھتے ہیں تو اس دن کے لحاظ سے ہم نمبر پیش کرتے ہیں اور اگر یہ پوچھیں گے کہ آج دوپہر بارہ بجے کیا تعداد ہے تو مجھے معلوم نہیں ہوگا کہ کتنے لوگ ہسپتال میں کام کر رہے ہیں تو میں کل چیک کروں گا اور وہ رپورٹ پیش کر دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں اتنی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا چونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تاریخوں میں چلے گئے ہیں تو دونوں سوال 2009-07-22 کو ہوئے اور ان کے جواب کی وصولی کی تاریخ 2012-01-21 ہے جس سے ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ تین سال بعد جواب آ رہا ہے جن کی تاریخ ایک ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: جب ان کی turn آنی تھی تو اسی وقت ہی آنا تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! چلیں آ گیا لیکن جب تاریخ وصولی ایک ہے تو اس کا مطلب پیریڈ تو وہی آ رہا ہے تو پھر دونوں کے جواب میں فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا چلوں کہ اگر سوال 2009 کا ہوتا ہے تو ہمیں جب جواب ملتے ہیں تو اسے ہم update کرتے ہیں اور ہم نے کل شام تک مختلف جگہوں پر فون کر کے ایم ایس اور ای ڈی اوز وغیرہ سے چیک کر کے جو update صورتحال ہمارے پاس آتی ہے وہ ہم پیش کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ دونوں میں سے صحیح کون سا جواب ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! دونوں میں سے کون سا جواب صحیح ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب ڈیڑھ ماہ پہلے کا تھا اور دوسرا جواب 21 تاریخ کا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ latest ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4042 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فارماسسٹوں کو دفتری اوقات کے بعد فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت کا مسئلہ

*4042: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے فارماسسٹس کو دفتری اوقات کے بعد فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فارماسسٹوں کے پاس بی فارم، فارم ڈی کی ڈگری (پروفیشنل) ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فارماسسٹوں کو دفتری اوقات کے بعد پریکٹس کرنے کی اجازت دینے کو تیار ہے تاکہ ان کے روزگار کے مسائل حل ہونے کے ساتھ ان کی پیشہ ورانہ تعلیمی قابلیت کا فارمیسیوں میں استفادہ کیا جا سکے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے فارماسسٹوں کو دفتری اوقات کے بعد فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ مذکورہ فارماسسٹوں کے پاس بی فارم اور فارم ڈی کی پروفیشنل ڈگری ہوتی ہے۔

(ج) فارماسسٹوں کو جو کہ پروفیشنل ڈگری ہولڈرز ہیں، ڈاکٹروں کی طرز پر پارٹ ٹائم فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت دینے کی ایک تجویز زیر غور ہے۔ اس تجویز کے قابل عمل ہونے کے قانونی معاملات کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور عنقریب اس سلسلے میں فیصلہ متوقع ہے اور ان کو Non-Practicing Allowance دینے کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال میں سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے فارماسسٹ کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا دفتری اوقات کے بعد کام کرنا انہیں allowed ہے تو محکمہ نے کہا ہے کہ انہیں سرکاری طور پر اجازت نہیں ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ یہ فارماسسٹ دفتری اوقات کے بعد مختلف پرائیویٹ کلینکس پر جا کر job کرتے ہیں اور انہیں اپنی ذمہ داریوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کیونکہ محکمہ نے خود یہ بات own کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں یہ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پوری بات کر لوں پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی تفصیل بتا دیں۔ یہ سوال 29-07-2009 کو کیا تھا جس کا جواب 18-10-2011 کو آیا ہے اور آج تک یہی سوچ رہے ہیں کہ ڈاکٹروں کی طرز پر part time پریکٹس کرنے کی اجازت دینے کی ایک تجویز زیر غور ہے۔ اگر تین سالوں میں تجاویز پر غور ہی ہوتا رہے گا تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ ان کی حکومت کے پاس مزید کتنا ٹائم ہے اور یہ اس تجویز کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مزید کتنے سال لیں گے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان فارماسسٹوں کی نااہلی کی وجہ سے پنجاب کے عوام پر نت روز کوئی نہ کوئی نئی قیامت ٹوٹتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہ ضمنی سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میں نے 2009 میں پوچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جی، ضمنی سوال ہی کر رہی ہوں۔ آپ اس کا جواب پڑھ لیں، آپ پتا نہیں کیوں فوراً غصے میں آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال اتنا لمبا نہیں ہوتا جس طرح سے آپ شروع کر دیتی ہیں۔آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں اور حکومت کو criticize کرتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محکمہ صحت کی خرابیاں آپ اور ہم سب بھگت رہے ہیں اور صوبہ پنجاب کے عوام بھگت رہے ہیں۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں، بس چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: جی، میں نے ضمنی ہی کیا ہے کہ میں نے جولائی 2009 میں پوچھا تھا اُس وقت انہوں نے کہا کہ تجویز زیر غور ہے اور آج 2012 ہو گیا ہے۔یہ تجویز کب تک زیر غور رہے گی؟

جناب سپیکر: اتنی بات ہے۔جی، منسٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں میں آپ کو ایک شعر سنا دوں۔

جناب سپیکر: میں تو انکار نہیں کر سکتا لیکن آپ ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلے بی فارمیسی کا کورس چار سال کا تھا اور اب پانچ سال کا کورس ہو گیا جسے ڈی فارمیسی کہتے ہیں یعنی Doctor of Pharmacy۔ان کے لئے حکومت نے پانچ چیزوں کا فیصلہ کیا ہے۔جو پریکٹس نہیں کریں گے انہیں Non Practicing Allowance دیا جائے گا۔جب وہ اپنی پانچ سال کی پڑھائی کر رہے ہوں گے تو اس دوران ان کی ٹیچنگ ہسپتالوں کے ساتھ attachment ہو گی تاکہ وہ تربیت حاصل کر سکیں۔ڈی فارمیسی کرنے کے بعد ان کو internship دی جائے گی جس طرح ڈاکٹروں کو ہاؤس جاب دی جاتی ہے۔اس کی سمری تیار ہے، notification ہو جائے گا اور pharmacists کو یہ سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کے بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3914: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کب کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ج) اس میں روزانہ کتنے مریض علاج کے لئے آتے ہیں؟

(د) اس ہسپتال میں کس کس مرض کے وارڈ ہیں؟

(ہ) اس میں ڈاکٹر اور دیگر پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(و) کتنی اسامیاں کب سے کیوں خالی ہیں ان پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا 100 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا 1993 میں تعمیر کیا گیا تھا اور اس کی تعمیر پر مبلغ 8,70,8,144/۔ روپے لاگت آئی۔

(ج) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں روزانہ تقریباً 600 مریض علاج کے لئے آتے ہیں۔

(د) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں چار وارڈز ہیں جو کہ سرجیکل، میڈیکل، گائنی اور ایمرجنسی وارڈز پر مشتمل ہے۔

(ہ) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹر کی 27 اور پیرامیڈیکل سٹاف کی 43 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔

(و) 20 اسامیاں خالی ہیں اور اس پر جلد ہی تعیناتی کر دی جائے گی۔

ضلع حافظ آباد۔مراکز صحت جلال پور بھٹیاں، سکھیکی، ونی کے تارڑ میں ڈرائیورز کی اسامی پیدا کرنے کا مسئلہ

*3998: چوہدری محمد اسد اللہ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیہی مراکز صحت جلال پور بھٹیاں، سکھیکی، کالیکی اور دیہی مرکز صحت ونی کے تارڑ ضلع حافظ آباد میں ڈرائیور کی ایک ایک اسامی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہر ایک دیہی مرکز صحت میں دو، دو ایمبولینسز ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چاروں دیہی مراکز صحت میں مزید ایک ایک ڈرائیور کی اسامی پیدا کرنے کو تیار ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ ہذا نے چٹھی نمبری SO(ND)14-8/2002 مورخہ 14-08-02 کے تحت مذکورہ بالا دیہی مراکز صحت پر ڈرائیور کی ایک ایک اسامی منظور کر دی ہیں (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ایمبولینس پر میت لے جانے کی پابندی کی تفصیلات

*4053: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے سرکاری ایمبولینس میں میت لے جانے پر پابندی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اگر نہیں تو سرکاری ایمبولینس کا فی کلومیٹر کرایہ کیا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت کی طرف سے سرکاری ایمبولینس میں میت لے جانے پر پابندی کے بارے میں کوئی مخصوص ہدایات نہیں ہیں تاہم ایمبولینس صرف مریضوں کے استعمال کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور عموماً میت کو سرکاری ایمبولینس میں لے جانے پر تحفظات ہوتے ہیں کیونکہ ایمبولینس محدود تعداد میں میسر ہیں اور یہ صرف مریضوں کو سروس مہیا کرتی ہیں۔ میت کو لے جانے کی صورت میں ایمبولینس مریضوں کو سہولت مہیا نہیں کر سکیں گی اور کسی ایمرجنسی کی صورت میں بھی مہیا نہیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ میت کے جراثیم وغیرہ سے

دوسرے مریضوں کو، جو ایمبولینس میں لے جائے جائیں گے، کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے گا تاہم روڈ ایکسیڈنٹ یا بم بلاسٹ وغیرہ کی صورت میں ایمبولینس میت لے جانے کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہے۔

(ب) اگر ایمبولینس ہنگامی حالت میں میت کو لے جانے کے لئے استعمال ہوتی ہے تو اس کا کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا، تاہم اگر مریض کے لواحقین ایمبولینس کی سہولت پرائیویٹ طور پر ہسپتال سے حاصل کرتے ہیں تو اس صورت میں 5روپے فی کلومیٹر کرایہ وصول کیا جاتا ہے جو کہ حکومت کے خزانے میں جمع کروادیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کو فراہم کردہ فنڈز و دیگر تفصیلات

*4066: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران ادویات کی خرید کے لئے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی ادویات ایمرجنسی میں فراہم کی گئیں؟

(ج) کتنی ادویات ایل پی کے ذریعے خرید کی گئیں؟

(د) ایل پی کے لئے ادویات کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟

(ہ) ایل پی کے لئے ادویات کون خرید کرتا ہے اور کن مریضوں کو فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 08-2007 میں ادویات کی خرید کے لئے مبلغ۔/1,55,87,200 روپے اور سال 09-2008 میں ادویات کی خرید کے لئے مبلغ۔/1,78,21,000 روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) سال 08-2007 میں ایمرجنسی کے لئے مبلغ۔/33,00,000 روپے اور 09-2008 میں ایمرجنسی کے لئے مبلغ۔/37,95,000 روپے فراہم کئے گئے۔

(ج) سال 08-2007 میں مبلغ۔/1,75,320 روپے اور سال 09-2008 میں مبلغ۔/21,03,900 روپے کی L.P ادویات خرید کی گئیں۔

(د) وہ ادویات جو ہسپتال میں موجود نہ ہوں اور وہ داخل مریضوں کو دینی ضروری ہوں اور زیادہ تر داخل مریضوں کے لئے اور کچھ آوٹ ڈور میں بھی ایسے مریض آجاتے ہیں جو غریب

ہوتے ہیں ان کو L.P کی ادویات دی جاتی ہیں۔ مزید برآں L.P میڈیسن صوبائی اور ضلعی حکومت نے گزیٹڈ آفیسران اور پارلیمنٹ کے ممبران اور ان کی فیملیز کو دی جاتی ہیں۔

(ہ) ایل پی کے لئے ادویات میڈیکل سپرنٹنڈنٹ خرید کرتا ہے اور L.P میڈیسن کی خرید کے لئے باقاعدہ ٹینڈر اخبار میں دیا جاتا ہے اور وہ ادویات خریدی جاتی ہیں جو ہسپتال میں موجود ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کے متبادل ادویات موجود ہوتی ہیں۔ L.P کی ادویات صوبائی اور ضلعی حکومت کے گزیٹڈ آفیسران، جج صاحبان، پارلیمنٹ کے صوبائی اور قومی ممبران اور ان کے خاندان کے افراد کو دی جاتی ہیں۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں خراب و بند مشینری کی تفصیلات

*4067: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں طبی ٹیسٹوں کے لئے کون کون سی مشینری ہے؟

(ب) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران اس ہسپتال کو کون کون سی مشینری کتنی لاگت سے خرید کر فراہم کی گئی ہے؟

(ج) ایکسرے مشینیں کتنی ہیں کس کس وارڈ میں نصب ہیں؟

(د) اس ہسپتال کی کون کون سی طبی اور ٹیسٹوں کی مشینری کب سے خراب یا بند پڑی ہے؟

(ہ) خراب اور بند مشینری کو کب تک چالو کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں موجود طبی ٹیسٹوں کی مشینری کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران خریدی گئی مشینری کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایکسرے مشین صرف ایک ہے اور ایکسرے ڈیپارٹمنٹ میں نصب ہے۔

(د) بند یا خراب مشینری کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تین ہفتوں میں چالو کر دیا جائے گا۔

پنجاب میں ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*4144: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس ایک موذی مرض ہے جو بہت تیزی سے پنجاب میں پھیل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیپاٹائٹس کا علاج بہت مہنگا ہونے کی وجہ سے غریب لوگوں کی پہنچ سے باہر ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ صحت ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے کوئی ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھا رہا ہے اگر ہاں تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس کا مرض ایک جان لیوا مرض ہے جو کہ غیر صحت مند طرز زندگی اور کم آگاہی کے باعث پھیل رہا ہے۔ مختلف عوامل جن میں استراء، بلیڈ اور ڈینٹل کے آلات، کان، ناک وغیرہ چھیدوانے میں احتیاط نہ کرنا اس کے پھیلاؤ کا باعث ہیں، علاوہ ازیں ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ میں پاکستان درمیانہ درجے کے ممالک میں شامل ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ 2 سے 7 فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔

(ب) ہیپاٹائٹس کا علاج لمبا اور بہت مہنگا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم بات لوگوں کو اس بیماری سے پھیلاؤ کی وجوہات اور بچاؤ کے لئے عوام کو آگاہی دینا ہے تاکہ عوام اس موذی مرض سے بچ سکیں۔

(ج) حکومت پنجاب ہیپاٹائٹس کے کنٹرول کے سلسلہ میں مختلف مؤثر اقدامات کر رہی ہے۔ ریڈیو، پریس اور ٹی وی کے ذریعہ آگاہی کے پیغامات عوام تک پہنچائے جا رہے ہیں۔ مختلف ٹی وی چینلز پر ہیلتھ ایجوکیشن کے پیغامات پرائم ٹائم میں نشر کئے جاتے ہیں۔ ان ٹی وی کمرشل میں ٹیکہ لگوانے کی صورت میں نئی سرنج کا استعمال، سکرین شدہ انتقال خون، دانتوں کے آلات کا صاف ہونا، شیو کرانے کے لئے نئے بلیڈ کا استعمال، کان و ناک چھیدوانے کے لئے صاف آلات کا استعمال یقینی بنانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ضلعی سطح پر آگاہی کے لئے سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور علاج بہت مہنگا ہے حکومت پنجاب نے ضلع کے تمام ہسپتالوں بشمول ڈی ایچ کیو و تدریسی ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض کی تشخیص کے لئے لیبارٹریوں میں ضروری ساز و سامان اور کٹس وغیرہ مہیا کر رکھی ہیں جہاں پر عوام کے لئے مفت تشخیصی سہولیات میسر ہیں۔

حکومت پاکستان نے ہیپاٹائٹس کے علاج کے لئے 2005 میں "نیشنل ہیپاٹائٹس پروگرام" کا آغاز کیا ہے اس پروگرام کے تحت حکومت پاکستان پنجاب کے لئے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرتی ہے چونکہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے حکومت پنجاب نے اپنا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام" شروع کر رکھا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر سال حکومت پنجاب خطیر رقم سے پانچ ہزار سے زائد مریضوں کو علاج معالجہ کی مفت سہولیات فراہم کر رہی ہے۔ ہیپاٹائٹس کے علاج کے لئے بنیادی شرط ہے کہ مریض کے خون کا PCR ٹیسٹ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بھی حکومت پنجاب نے انقلابی قدم اٹھایا ہے اور پنجاب بھر میں تمام تدریسی ہسپتالوں میں PCR مشینیں نصب کر دی گئی ہیں۔

میٹرنٹی ہسپتال ڈنگہ گجرات کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4528: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میٹرنٹی ہسپتال ڈنگہ ضلع گجرات کی تعمیر کب شروع ہوئی اور کب مکمل ہوئی؟

(ب) اس کی تعمیر و تکمیل پر کتنے فنڈز خرچ ہوئے اور کب تک کام شروع کر دے گا؟

(ج) کیا یہ فنڈز حکومت پنجاب نے فراہم کئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گورنمنٹ میٹرنٹی ہسپتال ڈنگہ کی تعمیر کا کام 06-03-14 کو شروع ہوا اور 09-07-13 کو مکمل ہوا۔

(ب) اس کی تعمیر پر 35 ملین روپے خرچ ہوئے اور مریضوں کو صحت کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

(ج) مذکورہ فنڈز ضلعی حکومت گجرات نے فراہم کئے ہیں۔

نشتر ہسپتال ملتان لتھوٹرپسی مشین کو درست کروانے کا مسئلہ

*4542: ملک محمد عباس راں: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں لتھوٹرپسی مشینین کتنی ہیں ؟

(ب) کب اور کتنی مالیت میں خرید کی گئیں ؟

(ج) متعلقہ کمپنی یہ مشینیں کب تک مینٹین کرنے کی پابند تھی ؟

(د) کیا حکومت خراب مشینیں جلد از جلد درست کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں لتھوٹرپسی کی صرف ایک مشین ہے۔

(ب) یہ مشین حکومت پنجاب محکمہ صحت نے مبلغ اڑسٹھ لاکھ روپےFree on Receipt 1997 میں فرمM/S Zelin(Pvt) Ltd, Lahoreسے خریدی تھی۔

(ج) فرم ہذا پانچ سال تک اس کو ٹھیک کرنے کی پابند تھی جو کہ فرم نے کی۔

(د) گارنٹی/وارنٹی مدت ختم ہونے کے بعد فرمC & F(Cost & Freight)مبلغ -/53,500یورو ٹھیک اور مینٹین کرنے کے مانگ رہی ہے۔ مشین ٹھیک اور مینٹین کرنے کی کل رقم تقریباً سالانہ مبلغ پینسٹھ لاکھ ستائیس ہزار روپے بنتی ہے جو کہ مریضوں کی محدود تعداد کی نسبت بہت زیادہ رقم ہے۔ بورڈ مینجمنٹ، نشتر میڈیکل انسٹیٹیوشن ملتان نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی تاکہ کمپنی کے نمائندے کو بلا کر ریٹ کم کروایا جائے لیکن کمپنی ریٹ کم کرنے کو تیار نہ ہے اس وجہ سے مشین ٹھیک نہ ہو سکی۔ اس سلسلے میں کئی بار اخبار میں بھی اشتہار دیا گیا ہے لیکن کوئی بھی فرم ٹھیک کرنے کو تیار نہ ہے۔

پی پی۔201 ملتان، آر ایچ سی میں ماہر سرجن کی تعیناتی کا مسئلہ

*4543: ملک محمد عباس راں: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔201 یو سی68 قادر پور راں ملتان آر ایچ سی میں سرجری کی سہولت موجود ہے، اگر ہاں تو یہ سرجری کون کون ڈاکٹرز کرتے ہیں ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے ؟

(ب) کیا اس آر ایچ سی میں کوئی سپیشلسٹ سرجن ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت اس آر ایچ سی میں سرجن تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔201 یو سی 68 قادر پور رورل ہیلتھ سنٹر قادر پور راں ملتان میں سرجری کی سہولت موجود نہ ہے اور فی الوقت کسی سپیشلسٹ سرجن کو تعینات نہ کیا گیا ہے۔

(ب) مزید برآں حکومت پنجاب مذکورہ آر ایچ سی میں کسی سپیشلسٹ سرجن کو تعینات کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے

گنگارام ہسپتال کے سٹینڈز پر زبردستی ٹوکن فیس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*4589: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات کی روشنی میں لاہور کے تمام ہسپتالوں میں موٹر سائیکل سٹینڈز پر ٹوکن دینے کے پیسے وصول نہیں کئے جا رہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر سائیکل سٹینڈز پر ہسپتالوں کا عملہ ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنگارام ہسپتال کے سٹینڈز پر پرائیویٹ لوگ ڈیوٹی دے رہے ہیں اور ہسپتال میں آنے والے مریضوں کے لواحقین و دیگر افراد سے پانچ، دس اور بیس روپے سٹینڈز فیس لے رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر مریض یا ان کے لواحقین سٹینڈز فیس کے بارے میں گورنمنٹ کے آرڈرز کا کہتے ہیں تو وہاں پر کھڑے پرائیویٹ لوگ بحث مباحثہ / گالی گلوچ بلکہ بات گریبان تک پہنچ جاتی ہے؟

(ہ) کیا ہسپتال کی انتظامیہ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر مذکورہ مسئلے کو سختی سے حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات کی روشنی میں لاہور کے تمام ہسپتالوں میں موٹر سائیکل سٹینڈز پر ٹوکن دینے کے پیسے وصول نہیں کئے جا رہے۔

(ب) پارکنگ سٹینڈز پر ہسپتال کا عملہ پرائیویٹ سکیورٹی کمپنی کے عملے کے ساتھ ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) سکیورٹی کمپنی کے ساتھ گنگارام ہسپتال نے کنٹریکٹ کیا ہوا ہے جس کی شرائط پر واضح طور پر تحریر ہے کہ آنے والے مریضوں اور ان کے لواحقین سے پارکنگ کی فیس وصول نہ کی جائے گی۔

(د) چونکہ پارکنگ سٹینڈز پر کوئی چارجز وصول نہیں کئے جاتے، اس لئے بحث مباحثہ / گالی گلوچ کی نوبت نہیں آتی

(ہ) ہسپتال کی انتظامیہ مریضوں یا ان کے لواحقین سے پارکنگ کے پیسے لینے کے مسئلے کا نوٹس لینے کی مجاز ہے۔

گوجرانوالہ شہر۔ہسپتالوں کی تعداد و ان کے مسائل کی تفصیلات

*4597: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کتنے ہسپتال کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ہر ہسپتال کا رقبہ کتنا ہے کتنے رقبہ پر ہسپتال کی بلڈنگ ہے اور کتنی زمین خالی پڑی ہے کتنی زمین پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) ہر ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(د) ان ہسپتالوں میں کس کس مرض کا علاج کیا جاتا ہے؟

(ہ) ان ہسپتالوں میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(و) کیا حکومت ان ہسپتالوں کی خالی اسامیاں پر کرنے اور ان کے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت صرف ایک DHQ ہسپتال ہے جو کہ کمشنر روڈ سول لائن نزد سرکٹ ہاؤس گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) اس ہسپتال کا کل رقبہ 170 کنال (9,24,800 Sqr Ft) ہے جس میں سے (2,68,581 Sqr Ft) رقبہ تعمیر شدہ ہے جبکہ (6,56,219, Sqr Ft) رقبہ خالی پڑا

ہے۔10مرلہ پر غازی سلطان وغیرہ نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور اس جگہ کا کیس مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہے۔

(ج) یہ ہسپتال450بیڈز پر مشتمل ہے۔

(د) ہسپتال ہذا میں جنرل سرجری، آرتھوپیڈک، گردہ مثانہ، بچگانہ، دل، آنکھوں، جلد، دانتوں، جنرل میڈیسن، دماغی، گائنی، ناک، کان، طب، یونانی، ہومیوپیتھک، فزیو تھراپی، ٹی بی اور سینہ کے متعلقہ تمام جملہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

(ہ) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کل36اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) حکومت پنجاب ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن مستقل بنیادوں پر بھرتی کر رہی ہے جس کے بعد یہ خالی سیٹیں پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتالوں کے مسائل کی تفصیلات

*4598: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے ہسپتال کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہیں؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں کو سال08۔2007اور09۔2008کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے تفصیل ہسپتال وار بتائیں؟

(ہ) ان ہسپتالوں کے پاس کتنی ایمبولینس ہیں، کتنی خراب اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(و) کیا حکومت ان ہسپتالوں کے مسائل حل کرنے کے لئے پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل چار ہسپتال چل رہے ہیں:

(i) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ (ii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال وزیر آباد

(iii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کامونکی (iv) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرہ ورکاں

(ب) بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ،450بیڈز

(ii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال وزیرآباد،60بیڈز

(iii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کامونکی،60بیڈز

(iv) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرہ ورکاں،40بیڈز

(ج) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز کی 14اسامیاں، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال وزیرآباد میں ڈاکٹرز کی دو اسامیاں،THQ ہسپتال کامونکی میں ڈاکٹرز کی تین اسامیاں جبکہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرورکاں میں ڈاکٹرز کی چار اسامیاں خالی ہیں۔

(د) ان ہسپتالوں کو سال 08۔2007 اور09۔2008کے دوران سالانہ فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ہسپتال	2007۔08	2008۔09
DHQہسپتال گوجرانوالہ	23کروڑ14لاکھ50ہزار1سوروپے	24کروڑ70لاکھ25ہزارروپے
THQوزیرآباد	2کروڑ90لاکھ50ہزارسو	3کروڑ18لاکھ40ہزار
THQہسپتال کامونکی	2کروڑ61لاکھ 59ہزار	2کروڑ82لاکھ41ہزار
THQہسپتانوشہرہ ورکاں	1کروڑ78لاکھ20ہزار6سوروپے	2کروڑ7ہزارروپے

(ہ) DHQ ہسپتال گوجرانوالہ کے پاس آٹھ ایمبولینس ہیں جن میں سے ایک خراب ہے اور سات چالو حالت میں ہیں۔THQوزیرآباد میں تین ایمبولینس ہیں اور تینوں چالو حالت میں ہیں۔THQہسپتال کامونکی کے پاس دو ایمبولینس ہیں اور دونوں چالو حالت میں ہیں جبکہTHQہسپتال نوشہرہ ورکاں میں دو ایمبولینس ہیں اور دونوں خراب ہیں۔

(و) ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتال کے مسائل حل کرنے کے لئے حکومت پنجاب پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کررہی ہے اس سلسلے میںPHSRP(پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام) کی طرف سے رواں مالی سال میںPMDGپروگرام کے تحت خطیر رقم 237.330ملین روپے فراہم کردی گئی ہے اور اس رقم کے استعمال کے حوالے سے ضلع گوجرانوالہ کا جامع پلان طبی آلات اور ادویات کو یقینی بنایا جائے گا اور اسی طرح مالی سال کے دوران عوام کو بہترین طبی سہولتیں میسرآجائیں گی۔

راولپنڈی۔رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں میں اسامیوں کی تفصیلات

*4602: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں راولپنڈی میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اوران میں سے کتنی اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کتنے عرصے سے خالی ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں میں ایک ماہ میں اوسطاً کتنے مریض برائے علاج آتے ہیں اور مریضوں کو وہاں کیا کیا سہولتیں دستیاب ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں راولپنڈی میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 82 ہے جن میں سے 23 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل بر نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومتی پالیسی کے مطابق ہر ماہ کی تیسری جمعرات کو پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے واک ان انٹرویو منعقد ہو رہے ہیں، جیسے ہی کوئی موزوں امیدوار دستیاب ہوں گے، خالی اسامیوں کو پر کر دیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ آر ایچ سی میں 7500 کے قریب مریض ماہانہ آؤٹ ڈور، ان ڈور میں چیک کئے جاتے ہیں اور مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں:۔

لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے، لیبر روم، زچہ بچہ 24 گھنٹے، ایمبولینس سروس، فیملی پلاننگ آپریشن، ڈینٹل سکیشن، ہومیو سیکشن، ایمرجنسی سروس 24 گھنٹے، الٹرساؤنڈ، ای سی جی، میڈیکولیگل، سکول ہیلتھ سروس، ویکسینیشن اور لیڈی ہیلتھ ورکرز فیلڈ پروگرام کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

کلر سیداں میں صحت کی سہولتوں کی فراہمی کی تفصیلات

*4605: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کلر سیداں راولپنڈی کو تحصیل کا درجہ کب ملا تھا اور تحصیل کا درجہ ملنے کے بعد محکمہ صحت نے وہاں کے عوام کو صحت کی بہتر سہولتوں کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) کیا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نے کلر سیداں میں کام شروع کر دیا ہے، اگر نہیں تو اس تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گورنمنٹ آف پنجاب کے مراسلہ نمبری (732-2004/U-31/432-DIR(R&G مورخہ 04-05-29 کے تحت کلر سیداز کو تحصیل / سب ڈویژن کا درجہ دیا گیا، اس ضمن میں ضروری سکیم برائے تعمیر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کلر سیداں بمطابق مالیت 99.897 ملین روپے مورخہ 09-06-15 کو منظور کی گئی ہے۔

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تعمیر کا کام جاری ہے اور اسے مالی سال 11-2010 میں مکمل کر لیا جائے گا۔

لاہور میں نرسنگ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4673: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں کتنے نرسنگ سکول ہیں نیز یہ نرسنگ سکول کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) سال 2009 کے تعلیمی سال میں ان نرسنگ سکولوں میں کتنی طالبات نے داخلہ لیا، سکول وار مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی دارلحکومت لاہور میں چھ نرسنگ سکول ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i نرسنگ سکول، میو ہسپتال نزد چوک گوالمنڈی لاہور
ii نرسنگ سکول سروسز ہسپتال، جیل روڈ لاہور
Iii نرسنگ سکول سر گنگارام ہسپتال، شاہراہ فاطمہ جناح لاہور
iv نرسنگ سکول جنرل ہسپتال نزد چونگی امر سدھو فیروزپور روڈ لاہور
v نرسنگ سکول جناح ہسپتال نزد نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور
vi نرسنگ سکول چلڈرن ہسپتال فیروزپور روڈ لاہور

(ب) سال 2009 کے تعلیمی سال میں ان نرسنگ سکولوں میں کل 361 طالبات کو داخلہ دیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i	نرسنگ سکول، میو ہسپتال نزد چوک گوالمنڈی لاہور	54
ii	نرسنگ سکول سروسز ہسپتال، جیل روڈ لاہور	54

iii	نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال، شاہراہ فاطمہ جناح لاہور	81
iv	نرسنگ سکول جنرل ہسپتال نزد چونگی امر سدھو فیروزپور روڈ لاہور	56
V	نرسنگ سکول جناح ہسپتال نزد نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور	50
vi	نرسنگ سکول چلڈرن ہسپتال فیروزپور روڈ لاہور	66
	ٹوٹل	361

گلبرگ ٹاؤن لاہور۔ڈینگی وائرس سے بچاؤ کی تفصیلات

*4688: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 گلبرگ ٹاؤن لاہور میں محکمہ صحت نے ڈینگی وائرس سے بچاؤ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں محکمہ صحت نے ڈینگی وائرس کا سپرے کب اور کن کن علاقوں میں کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جہاں 2008 میں ڈینگی کیسز سامنے آئے وہاں 2009 میں (IRS) سپرے کیا گیا اور مزید جو 2009 میں نئے کیس رپورٹ ہوئے ان گھروں میں IRS، Larviciding کیا گیا اور متعلقہ علاقوں میں فوگنگ کی گئی۔ 2009 میں پورے لاہور میں 36 کیس ہوئے۔

(ب) اگست، ستمبر 2011 میں پورے گلبرگ ٹاؤن میں مکمل IRS Larviciding اور Fogging کی گئی اور اس کے بعد جیسے جیسے کیسز سامنے آتے رہے ان گھروں اور ارد گرد میں WHO کے معیار کے مطابق سپرے اور فوگنگ کروائی گئی۔ لوگوں میں آگاہی مہم لیڈی ہیلتھ سپروائزر، لیڈی ہیلتھ ورکرز اور سکول نیوٹرشن سپروائزرز کے ذریعے کروائی گئی۔ Swimming Pools بند کئے، ٹائر شاپس سے ٹائر وغیر ختم کرائے گئے/اٹھوائے گئے۔

سیالکوٹ، محکمہ صحت میں سی ڈی سی کا سکیل، تنخواہ اور پروموشن کی تفصیل

*4767: چوہدری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ میں سی ڈی سی سپروائزر فیلڈ سٹاف پنجاب کے ملازمین کا گریڈ کیا ہے اور کب سے ہے، ان کی ترقی ہوئی یا نہیں؟

(ب) سی ڈی سی فیلڈ سٹاف کے ملازمین کی تنخواہ کیا ہے اور کب سے ہے اس میں آج تک اضافہ کیوں نہیں ہوا، صوبہ پنجاب میں ملازمین کی تعداد کیا ہے اور ضلع سیالکوٹ میں کتنی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں بھی صوبہ پنجاب کے دیگر CDC سپروائزروں کی طرح سکیل نمبر 5 ہے۔CDC سپروائزروں کے 33 فیصد کو سلیکشن گریڈ BS-6 مختلف اوقات میں دیا گیا ہے۔

(ب) ہر CDC سپروائزر کو سکیل کے مطابق تنخواہ دی جارہی ہے اور ہر سال باقاعدہ طور پر انکریمنٹ بھی لگائی جاتی ہے اس طرح سال کے بعد ہر ملازم کی تنخواہ کے ساتھ ان کی تنخواہ بھی بڑھ جاتی ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں CDC سپروائزروں کی کل تعداد 87 ہے۔ پنجاب حکومت دیگر ملازمین کی طرح ان کی تنخواہ کی بھی تجدید کرتی رہتی ہے۔

صوبہ کے اضلاع میں ہنگامی صورتحال کے پیش نظر ایمبولینس کی تعداد بڑھانے و دیگر تفصیلات

*4812: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں عامہ دہشت گردی کے متعدد واقعات پیش آچکے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں تو کیا حکومت ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے اضلاع اور تحصیلوں کے ہسپتالوں میں ایمبولینس کی تعداد بڑھانے اور ایمرجنسی میں ادویات کی فراہمی کے فنڈز میں اضافہ اور اس کی availability کو یقینی بنانے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں کو ایمبولینسز مہیا کی ہوئی ہیں تاہم ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہسپتالوں میں ایمبولینسوں کی تعداد مزید بڑھائی گئی ہے اور PMDG پروگرام کے تحت پچھلے سال 64 نئی ایمبولینسز خریدی گئی ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہاں تک ادویات کی مفت فراہمی کا تعلق ہے حکومت نے پہلے ہی صوبہ کے تمام ہسپتالوں کو مریضوں کے مفت علاج کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے خاطر خواہ فنڈز برائے سال 2009۔10 جاری کر دیئے ہیں اس مقصد کے لئے صوبائی سطح کے ہسپتالوں کے لئے مبلغ 3,46,34,6000/۔روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اس کے علاوہ ضلعی ہسپتالوں کے لئے 350 ملین کی خطیر اضافی گرانٹ برائے فراہمی مفت ادویات برائے سال 10۔2009 بھی جاری کر دی ہے۔ اس کے علاوہ PMDG اور PDSSP پروگرام کے تحت بھی ادویات خرید کی جا رہی ہیں جس کی کل مالیت تقریباً 86 کروڑ 17 لاکھ 13 ہزار روپے ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اگر اس سلسلہ میں مزید فنڈز کی فراہمی صوبائی سطح کے ہسپتال / ضلعی حکومت کی جانب سے موصول ہوئی تو حکومت فوری طور پر فنڈز کی فراہمی کا بندوبست کرے گی۔

غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری وفروخت پر پابندی کی تفصیلات

*4832:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری،فروخت اور سٹوریج پر پابندی لگادی ہے،اگرہاں تو یہ پابندی کب لگائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پابندی کے باوجود صوبہ میں غیر معیاری اور غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی فروخت جاری ہے اگرہاں تو پابندی پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ دھندہ کو روکنے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھا رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) منسٹری آف ہیلتھ حکومت پاکستان نے بذریعہ چٹھی نمبری SRO866(i)/2009 مورخہ 07-10-2009 سے غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری وفروخت پر پابندی لگادی ہے۔

(ب) چونکہ وزارت صحت اسلام آباد نے مارکیٹ میں غیر رجسٹرڈ سرنجوں جوکہ تاجروں کے سٹاک میں پہلے سے موجود ہیں اوراس کی فراہمی میں تسلسل کے پیش نظر پابندی عائد نہ کی ہے اس لئے محدود مقدار میں ان کی دستیابی ممکن ہے۔

(ج) محکمہ صحت ،حکومت پنجاب نے بذریعہ لیٹر نمبر SO(DC)6-39/2007(P) مورخہ 17-12-2009 سے تمام متعلقہ اداروں کے سربراہوں بشمول چیف ڈرگز انسپکٹر پنجاب کو ہدایات جاری کردی ہیں اور اس سلسلے میں ڈرگز انسپکٹرز غیر رجسٹرڈ سرنجوں وغیرہ کو تلف کرنے کے لئے ضروری اقدامات کر رہے ہیں۔

سروسز ہسپتال لاہور میں پروفیسرز آف میڈیسن کی تعداد و تفصیل

*4852: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں پروفیسر آف میڈیسن کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ post پر تعینات پروفیسرز کے نام اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ post پر تمام تعیناتیاں ہو چکی ہیں یا کوئی post خالی بھی ہے، اگر ہاں تو کتنی پوسٹیں کب سے خالی ہیں حکومت انہیں fill کرنے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت سروسز ہسپتال میں پروفیسر آف میڈیسن کی چار اسامیاں موجود ہیں۔

(ب)

نام	تاریخ تعیناتی
فیصل مسعود	1-4-2004
ڈاکٹر آفتاب محسن	13-20-2011
ڈاکٹر عزیز الرحمٰن	28-09-2005

(ج) پروفیسر آف میڈیسن کی ایک پوسٹ حال ہی میں مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹر مطیع اللہ مطیع کی ٹرانسفر کی وجہ سے خالی ہوئی ہے جس کو پر کرنے کے لئے جلد ہی requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی جا رہی ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4890: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی خالی ہیں اور یہ کب سے خالی چلی آ رہی ہیں اور کیوں؟

(ب) مذکورہ خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) پنجاب کے ان میڈیکل کالجوں میں دیگر کلیریکل سٹاف گریڈ1تا17 کی اسامیوں پر آخری دفعہ کب ترقیاں کی گئیں اب کب تک محکمہ ان اسامیوں پر ترقیاں دینے کا ارادہ رکھتا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) چھوٹے ملازمین کی ترقیوں کے لئے سابقہ ڈی پی سی کب ہوئی، آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت پنجاب کے میڈکل کالجوں میں ایڈمن آفیسر کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 20 ہے۔اس میں سے 18 پوسٹیں خالی ہیں۔ایڈمن آفیسر کی خالی اسامیاں مختلف اوقات میں ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ایڈمن آفیسر کی پوسٹ کو پر کرنے کے لئے سپرنٹنڈنٹ حضرات کو ترقی دے کر بطور ایڈمن آفیسر تعینات کیا جاتا ہے۔اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹس کی 47 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں خالی ہیں۔سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو بذریعہ ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی پر کیا جاتا ہے۔

(ب) ایڈمن آفیسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پر کرنے کے لئے DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے بھی ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام اداروں میں اسامی خالی ہونے پر دفتری قواعد و ضوابط کے بعد ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کی جاتی ہے اس سلسلے میں آخری ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی شیخ زید میڈیکل کالج / ہسپتال میں مورخہ 11-11-26 میں ہوئی ہے۔

(د) تمام اداروں کو خالی اسامیوں کے لئے ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے خط لکھ دیا گیا ہے، ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی سفارش پر قواعد و ضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ 2012 تک پر کر دی جائیں گی۔

پنجاب کے ہسپتالوں میں سپرنٹنڈنٹ /ایڈمن آفیسرز
کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4891: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے ہسپتالوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی خالی ہیں اور یہ کب سے خالی چلی آ رہی ہیں اور کیوں؟

(ب) مذکورہ خالی اسامیوں کو محکمہ کب تک پر کر دے گا؟

(ج) پنجاب کے ان ہسپتالوں میں گریڈ ایک تا17اور دیگر کلیریکل سٹاف کی اسامیوں پر آخری دفعہ کب ڈی پی سی ہوئی؟

(د) مذکورہ اسامیوں کے لئے جو چھوٹے ملازمین عرصہ دراز سے پروموشنز /ترقیوں کے انتظار میں بیٹھے ہیں ان کو آئندہ کب تک پروموٹ کر دیا جائے گا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت پنجاب کے بڑے ہسپتالوں میں ایڈمن آفیسر کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 20ہےاس میں سے 18پوسٹیں خالی ہیں جبکہ پنجاب کے تمام بڑے ہسپتالوں، ڈائریکٹوریٹ اور ای ڈی اوز ڈی اور محکمہ صحت کے دفاتر میں سپرنٹنڈنٹس کی کل 85اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 21اسامیاں خالی ہیں۔

ایڈمن آفیسر کی اسامیاں مختلف اوقات میں ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ایڈمن آفیسر کی پوسٹ کو پُر کرنے کے لئے سپرنٹنڈنٹ حضرات کو ترقی دے کر بطور ایڈمن آفیسر تعینات کیا جاتا ہے سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو بذریعہ ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی پُر کیا جاتا ہے۔

(ب) ایڈمن آفیسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پُر کرنے کے لئے DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے بھی ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام اداروں میں اسامی خالی ہونے پر دفتری قواعد و ضوابط کے بعد ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کی جاتی ہے اس سلسلے میں آخری ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی شیخ زید میڈیکل کالج / ہسپتال میں مورخہ 11-11-26 میں ہوئی ہے۔

(د) تمام اداروں کو خالی اسامیوں کے لئے ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے خط لکھ دیا گیا ہے، ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی سفارش پر قواعد و ضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ 2012 تک پُر کر دی جائیں گی۔

تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ سرگودھا کی تفصیل

*4897: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی عمارت ابھی تک نامکمل ہے اور اس کا internal اور external کام مع واٹر سپلائی کے پائپ لائن فٹنگ اور رہائشی کوارٹرز کا کام ادھورا پڑا ہے اور ٹھیکیدار کام چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس اہم منصوبہ کا کام ادھورا چھوڑنے اور غفلت کے ذمہ دار افسران اور اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ کام کب تک مکمل ہو گا اور ہسپتال کب تک functional ہو جائے گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل لیول ہسپتال کی عمارت مکمل ہے اور عملے نے بھی شفٹ ہو کر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ رہائشوں میں چار عدد کوارٹرز (BS-1 to 10) مکمل ہیں اور سٹاف رہائش پذیر ہے۔ دو عدد ڈاکٹرز رہائشیں under finishing ہیں۔ Internal اور external اور واٹر سپلائی کے پائپ لائن کی finishing کا کام بقایا ہے، حکومت نے بقایا کام کی تفصیل طلب کر لی ہے جس کے مطابق فنڈز مہیا ہوں گے۔

(ب) فنڈز کی فراہمی بذریعہ سکیم نمبری 2007-08/567 تک جاری رہی ہے اور عمارت کی تعمیر پر 16.391 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ پراونشل بلڈنگز ڈویژن سرگودھا کی چٹھی کے مطابق فنڈز کی فراہمی 2007-08 تک جاری رہی، فنڈ کے مطابق ہسپتال کی مرکزی عمارت مع چار عدد سٹاف کوارٹرز کی تکمیل ہو چکی ہے اور عملے نے شفٹ ہو کر کام کرنا شروع کر دیا

ہے۔بقیہ کام فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا اور کچھ کام finishing کا بقایا رہ گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے unfunded/incomplete سکیم 12-2011 میں تحصیل لیول ہسپتال بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کا بقایا کام مکمل کرنے کے لئے فنڈز کی تفصیل طلب کی ہے جو کہ ای ڈی او (صحت) سرگودھا کی چٹھی نمبری P&D/18330 بتاریخ 06-08-11 کے تحت بقایا رقم 1.171 ملین روپے کے فنڈز مہیا کرنے کے لئے لکھ دیا گیا ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے چٹھی نمبری p&e-ii/4-1/11-12/unfunded بتاریخ 08-09-11 کے تحت P&D ڈیپارٹمنٹ لاہور کو فنڈز مہیا کرنے کے لئے لکھ دیا ہے جو نہی رواں مالی سال 12-2011 میں فنڈز مہیا ہوں گے تو محکمہ تعمیرات دو ماہ کے اندر بقایا کام مکمل کرلے گا۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں چار شعبوں کی کمی کا مسئلہ

*4918: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی انتظامیہ کی عدم توجہ کے باعث آغاز سے لے کر آج تک چار شعبوں ازقسم نفرالوجی، انڈولرینالوجی، گیسٹرو انٹرالوجی اور ہیوماٹالوجی کے بغیر ہی یونیورسٹی چل رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پروفیسرز کی کمی کے باعث پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹرز کو ٹریننگ کے لئے شیخ زید، جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال اور دیگر ہسپتالوں میں بھیج دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے ساتھ میو ہسپتال میں وارڈز کی عدم موجودگی میں سینکڑوں مریضوں کو روزانہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کروانا پڑتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ شعبے کام شروع کریں گے مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ یہ چار شعبے پہلے ہی یونیورسٹی ہذا میں کام کر رہے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔شعبہ نفرالوجی (Nephrology Department)

اس شعبہ کی بنیاد 2007 میں رکھی گئی۔اس شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر محمد انیس،اسسٹنٹ پروفیسر ہیں جو کہ اس شعبہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کے سپروائزر ہیں۔پاکستان کے اعلیٰ طبی تعلیم کے ادارے کالج آف فزیشنز نے باضابطہ ان کی نامزدگی کی ہے ۔اس وقت شعبہ میں 21 ڈائیلسز مشینیں کام کر رہی ہیں جن سے سالانہ چودہ ہزار سے زائد مریضوں کا ڈائیلسز کیا جاتا ہے۔ہفتہ میں تین دن آؤٹ ڈور میں مریضوں کا معائنہ کیا جاتا ہے اور شعبہ یورالوجی کے دونوں یونٹوں میں مریضوں کو داخل کیا جاتا ہے۔

2۔شعبہ گیسٹرو انٹرالوجی (Gastroenterology Department)

پاکستان میں پہلی دفعہ 1974 میں اس ادارے کے میڈیکل وارڈ نے گیسٹرو سکوپی شروع کی ۔تقریباً 400 سے زائد مریضوں کی ہر ماہ گیسٹرو سکوپی کی جاتی ہے جو کہ ایک اعزاز ہے حال ہی میں ایک کروڑ 10 لاکھ روپے کی لاگت سے ویڈیو اینڈو گیسٹرو سکوپ بھی نصب کی گئی ہے جس سے مریضوں کو جدید ٹیکنالوجی کے مطابق تشخیص اور علاج معالجہ کی سہولت میسر ہو گی۔اور نوجوان ڈاکٹرز اور پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹرز کو جدید ٹیکنالوجی سے آگاہی ہو گی۔اس شعبہ کے مریضوں کو شعبہ میڈیسن کے چاروں وارڈز کے پروفیسر ہفتہ میں چھ دن آؤٹ ڈور میں چیک کرتے ہیں۔اور وارڈز میں داخل کرتے ہیں۔اس وقت اس شعبہ میں 8 ڈاکٹر ایم ڈی (MD) اور 30 ڈاکٹرز ایف سی پی ایس (FCPS) کی ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔

3۔شعبہ اینڈوکرینالوجی (Endocrinology Department)

بنیادی طور پر اس شعبہ کا تعلق شوگر کی بیماری سے ہے شعبہ طب میں ملک میں پہلا شوگر کلینک (Diabetic Clinic) 1967 میں میو ہسپتال کے آؤٹ ڈور میں قائم کیا گیا جو ابھی تک شوگر کے مریضوں کی تشخیص،علاج معالجہ اور follow up کی سہولت مہیا کر رہا ہے۔یہ شوگر کلینک شعبہ میڈیسن کے سینئر پروفیسرز اور سٹاف کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔اگر ضرورت ہو یا پیچیدگی کی صورت میں مریضوں کو چاروں میڈیکل وارڈز میں داخل کیا جاتا ہے۔تقریباً 2600 مریض ماہانہ اس شوگر کلینک میں چیک کروانے آتے ہیں۔ہر ماہ 1500 سے زائد مریضوں کے فری ٹیسٹ اور 2200 مریضوں کو انسولین مفت مہیا کی جاتی ہے۔ڈاکٹروں کی کثیر تعداد اس شعبہ میں پروفیسر مشتاق ہارون کی زیر نگرانی ریسرچ کر رہی ہے۔

4۔شعبہ رہیوماٹالوجی (Rheumatology Department)

شعبہ میڈیسن کے چاروں وارڈز سینئر پروفیسرز کی زیر نگرانی اس شعبہ کے مریضوں کو چیک کرتے ہیں اور بوقت ضرورت داخل بھی کرتے ہیں۔ڈاکٹروں کی کثیر تعداد اس شعبہ میں پروفیسر مشتاق ہارون کی زیر نگرانی ریسرچ کر رہی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب، یونیورسٹی اور میو ہسپتال کی انتظامیہ مریضوں کو زیادہ علاج معالجہ کی سہولت مہیا کرنے اور ان کی بہبود کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) یونیورسٹی ہذا میں پروفیسرز کی 49، ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی 58 اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی 94 سیٹیں منظور شدہ ہیں۔ یونیورسٹی مذکورہ میں 39 پروفیسرز، 35 ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور 74 اسسٹنٹ پروفیسرز اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں لہذا کوئی بھی پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹر ٹریننگ کے لئے پروفیسرز کی کمی کے باعث دیگر ہسپتالوں / کالجوں میں نہ جاتے ہیں۔

(ج) یہ غلط ہے۔

(د) مذکورہ شعبے پہلے سے ہی کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! صرف پوائنٹ آف آرڈر ہی ہو اور اگر کوئی تجویز دینا چاہتی ہیں تو وہ لکھ پڑھ کر لائیں۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم issue ہے جس پر میں آپ کی توجہ چاہوں گی۔ گزشتہ دنوں میں علامہ اقبال روڈ پر "گوشہ امن" جو بیواؤں ، بزرگوں کے لئے رہائش گاہ اور Church Property ہے---

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! وہاں انتہائی افسوسناک واقعہ رونما ہوا۔ پنجاب حکومت کی سربراہی اور ڈی سی او لاہور کی موجودگی میں پولیس کے ساتھ باقاعدہ طور پر---

جناب سپیکر: رانا صاحب! ذرا سنئے گا، آپ کو اس بارے تھوڑا بہت بتانا پڑے گا۔

محترمہ نجمی سلیم: اس "گوشہ امن" کو مسمار کیا گیا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ human rights کی violation کی گئی اور مسیحی پراپرٹی کو بری طرح سے---

جناب سپیکر: محترمہ! اس issue پر ایک تحریک التوائے کار موجود ہے، وہاں تک ہمیں جانے دیں۔ اُس وقت تک آپ انتظار کریں، مہربانی۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، اب یہ تحریر میں آگیا ہے لہذا اب اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! آپ دوسروں کو تو ٹائم دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بہن! جب وہ matter آئے گا اُس وقت آپ پوری بات کر لینا، مہربانی۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر لائیں اگر توجہ والی بات ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے ایمرجنسی سنٹر میں ادویات کی کمی کی وجہ سے نوجوان طالبعلم کی ہلاکت

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہسپتالوں اور خاص طور پر ایمرجنسی وارڈوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ سرگودھا میں جمعہ کے دن میرے حلقے کے نوجوان کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ جب اس کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا میں لے کر گئے تو وہاں ڈاکٹر موجود تھا اور نہ ادویات موجود تھیں اُس نوجوان طالبعلم کی سسک سسک کر death ہو گئی ہے۔ میں اس پر پنجاب حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ایمرجنسی سنٹرز میں ادویات نہ ہونے کے برابر ہیں اور کئی ہسپتال ایسے ہیں جہاں پر لوگوں کو ادویات بالکل نہیں مل رہی ہیں اس لئے حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور اس کا تدارک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے یہ اس بارے میں درخواست دیں، ہم اس کی انکوائری کر کے

ذمہ داروں کو سزا دیں گے۔ میں ادویات کے حوالے سے ان کو بتاتا چلوں کہ 6 بلین روپے free medicine کی مد میں مختص کئے گئے ہیں۔ وہ ہم تمام DHQs اور ٹیچنگ ہسپتالوں کو مہیا کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو local purchase کی سہولت موجود ہوتی ہے۔ ایم ایس کی یہ discretion ہوتی ہے کہ جو دوائی نہ ملے وہ local purchase کر کے فراہم کرے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! 2008 میں کچھ BHUs کو upgrade کیا گیا تھا جس میں پبلک کا بہت سا پیسا لگا اور کروڑوں روپے خرچ ہوئے۔ وہ BHUs جو RHCs میں upgrade ہوئے تھے وہ ابھی تک functional ہو سکے اور نہ ہی ان کا notification جاری ہو سکا۔ میں اس میں point out کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر کریں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! ساہیوال میں 9L -185 ہڑپہ کا BHU تھا وہ RHC میں upgrade ہوا تھا لیکن ابھی تک اس کا notification جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: 9L-185 ہڑپہ۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ میں جناب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے پورے سیشن میں ہم یہ شکایت کرتے رہے ہیں اور شاید جو تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس میں بھی میری یہ شکایت جاری رہے گی۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی اور میری بہت humble submission تھی کہ ساری front row کی پوشش تبدیل کرا دیں۔ ہم وزیراعلیٰ پنجاب کی شکل بھول چکے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل و کرم سے وہ بھولنے والی شکل نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: اس سے زیادہ تضحیک اور کیا ہو سکتی کہ یہاں پر منسٹر صاحبان نہیں آتے؟ یہ اپوزیشن کا سیشن چلنے نہیں دیتے ہیں اور اپنا بلایا ہوا سیشن ان سے چلتا نہیں ہے۔ ہم اس کا کیا مطلب لیں؟

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے اور مہربانی کریں۔ کرنل نوید اقبال ساجد صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کے بعد چودھری صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ آج سے تین سال پہلے میں نے ایک motion پیش کی تھی جو آپ نے منظور کر کے پارلیمانی کمیٹی کو بھیج دی تھی جو اس کتاب Rules of Procedure کے متعلق تھی۔ یہ کتاب جو 1977 میں لکھی گئی اور اس کے ایڈیشن چھپتے رہے اور آخری ایڈیشن 2008 میں چھپا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس House کی proceedings بہت زیادہ suffer ہو رہی ہیں کیونکہ یہ کتاب up to date نہیں ہے۔ یہ موجودہ حالات کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہی ہے۔ خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر عام رواج کورم کو point out کرنے کا پڑ گیا ہے۔ میں اپنی سوچ کے مطابق یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کورم متبرک ہے اور ہر ممبر کے پاس ایک اتھارٹی ہے جسے judiciously use ہونا چاہئے لیکن اس کو misuse کیا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو پبلک کے کام ہوتے ہیں جیسے سوالات اور تحاریک وغیرہ اس میں تو کورم point out نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ میرے اور ہم سب کے interest کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: پبلک کے interest میں بھی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر ان میں ترامیم لائی جائیں تو یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں اور House بہتر طریقے سے چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ ایسے نہ کریں، میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا میں نے ادھر دیا ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے فیصلہ جاری کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر فیصلہ محفوظ ہے۔

چوہدری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی اجازت نہیں دوں گا، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ مائیک اسی وقت بند ہو جائے گا۔جی، چوہدری محمد طارق گجر صاحب!

چوہدری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کون سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب؟

چوہدری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

جناب سپیکر: کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

چوہدری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جو کہ تقریباً عرصہ آٹھ سال سے زیر تعمیر ہے یہ گوجرانوالہ شہر کا بڑا دیرینہ مسئلہ ہے، یہ کارڈیالوجی سنٹر آٹھ سال سے زیر تعمیر ہے یہ کب تعمیر ہو گا؟ کیا حکومت اس کارڈیالوجی سنٹر کو تعمیر کرنا چاہتی ہے؟ سننے میں آ رہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بھائی! میری بات سنیں، آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ ان کو question دیں اور میں آپ کو اس کا جواب لے کر دوں گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔.This is no point of order مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں نے اہم issue پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب! بہت ہو چکی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: گھرال صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، میں اب تحاریک استحقاق لیتا ہوں۔پہلی تحریک استحقاق کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ let me proceed further آپ کی بڑی مہربانی جب میں موقع دیکھوں گا تو آپ کو ٹائم دوں گا۔ جی، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق بڑی دیر سے چلی آ رہی ہے کیونکہ وہ نہیں آ رہے اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو dispose of کرتا ہوں۔ جی، اگلی تحریک استحقاق نمبر 3/2012 ہے۔

جناب سلطان سکندر بھروانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اپنی کسی سیٹ پر جائیں، This is not your seat.

ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

جناب سلطان سکندر بھروانہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ تھانہ گوجرہ (صدر) کے ایس ایچ او (چودھری الیاس) نے میرے حلقہ سے ایک نہایت غریب اور بے گناہ بندے (ناصر چک نمبر 176 جھنگ) کو پندرہ دنوں سے گرفتار کیا ہوا ہے میں پہلے دن سے آج تک ایس ایچ او کو ٹیلی فون کر رہا ہوں تاکہ میں اسے اس غریب اور بے گناہ آدمی کی بے گناہی کے بارے میں بتا سکوں لیکن میں نے جب بھی ٹیلی فون کیا ہے ایس ایچ او موصوف نے میرا ٹیلی فون اٹینڈ نہیں کیا بلکہ کبھی وہ اپنے ساتھی اے ایس آئی کو پکڑا دیتا تھا اور کبھی کسی حوالدار کو پکڑا دیتا تھا اور اس کی گفتگو صاف سنائی دیتی تھی کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ جس دن میں فون کرتا وہ میری بات سننے کی بجائے اس غریب پر بے پناہ تشدد کرتا اور اسے کہتا کہ اور سفارشیں کراؤ۔ان پندرہ دنوں میں ایس ایچ او نے میرا فون اٹینڈ کیا اور نہ ہی مجھے واپس کال کی الٹا اس غریب کو تشدد کا نشانہ بنا بنا کر ان کا گھر تک لوٹ لیا ہے۔ایک دن میں نے کسی اور نمبر سے فون کیا اور یہ نہیں بتایا کہ میں کون بول رہا ہوں تب اس ایس ایچ او نے فون پر بات کی لیکن جونہی میں نے بتایا کہ میں ایم پی اے بول رہا ہوں تو یکدم اس کا روّیہ انتہائی غلط اور ناقابل بیان ہو گیا بلکہ بد تمیزی کرتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا۔آج تک (ناصر) کے خلاف نہ صرف تھانہ صدر گوجرہ میں کوئی ایف آئی آر یا رپٹ ہے بلکہ کسی بھی تھانے میں اس کے خلاف درخواست تک نہیں ہے۔بطور منتخب نمائندہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ میں کسی بھی عوامی مسئلے کے لئے کسی بھی سرکاری افسر یا اہلکار سے رابطہ کروں لیکن ایک ایس ایچ او کا

منتخب نمائندے کے ساتھ اس طرح کا روّیہ انتہائی نامناسب ہے۔ایس ایچ او موصوف کے اس روّیے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ خصوصی شفقت فرماتے ہوئے میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! تحریک استحقاق نمبر 3/2012 کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا notice آج ہی موصول ہوا ہے لہذا اس کے جواب کے لئے آپ اسے next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔

(اذان ظہر)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔یہ تحریک التوائے کار نمبر 1415 چودھری ظہیر الدین خان اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو جمعہ تک pending فرمادیں کیونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار till Friday کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1783 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1788 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔ راناصاحب! آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔

لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1788 ہے اس میں تمام TMOs کا جواب اس طرح ہے کہ عزیز بھٹی ٹاؤن کے علاقہ میں روزانہ کی بنیاد پر تجاوزات

کے خلاف آپریشن کیا جارہا ہے اور جہاں کہیں ریلوے کی جگہ ہے تو اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ریلوے حکام اپنے زیر کنٹرول اراضیات کو نیلام کرنے اور اپنی حدود میں تجاوزات ختم کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ TMOs کا یہ موقف ہے کہ یہ جگہ ریلوے کی ملکیت ہے اس لئے اگر وہاں پر کوئی تجاوزات قائم ہیں تو ہم ان کو ہٹانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ باقی اس تحریک میں Commercialization Policy کے متعلق بات کی گئی تھی تو اسی سے متعلق سٹی ڈسٹرکٹ حکومت کا جواب یہ ہے کہ گزشتہ تین سال سے commercialization کا عمل تعطل کا شکار ہے جس کی وجہ جامع اور مفصل لینڈ پالیسی کا مرتب کیا جانا ہے۔ موجودہ Land Review Rules 2009 کے تحت لاہور کی 161 سڑکوں کو کمرشل مقاصد کے لئے استعمال کی اجازت دی گئی ہے اور یہ بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 566-DO(SP)7 مورخہ 30۔جون 2011 کو شائع کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری تحریک التوائے کار آپ نے pending فرمائی تھی اور میں نے اس وقت بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ ریلوے لینڈ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نہ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اور میں اس پر بیٹھ کر بات کریں گے۔ اس کے بعد جو بھی صورتحال ہوگی پھر اس پر بات ہوگی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1927/11 جناب طارق امین ہوتیانہ صاحب کی طرف سے ہے یہ move ہو چکی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1976/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک کا جواب میرے پاس موجود نہیں ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: کب تک جواب آ جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے ہفتے تک جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب والا! میرا اسی سلسلہ میں پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جو تحاریک التوائے کار اس معزز ایوان میں پیش ہو چکی ہوتی ہیں اور جناب وزیر قانون نے ان کا جواب دینا ہوتا ہے۔ اگر متعلقہ ممبر کسی وجہ سے موجود نہیں ہوتا، میری یہ گزارش ہے کہ وہ ممبر تو اپنی تحریک التوائے کار کو پیش کر چکا ہے۔ اس کے بعد وزیر قانون نے اس کا جواب دینا ہے اگر کسی وجہ سے آج ممبر نہیں آیا تو اس تحریک کو وزیر قانون کو سنے بغیر dispose of کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: ویسے تو House کے تمام ممبران کو اس کا جواب سنانا ہے لیکن جس کی تحریک التوائے کار ہے ان کو بھی موقع پر موجود ہونا چاہئے لیکن وہ موجود نہیں ہیں اب تسلی کس کی ہو گی؟ House کی تو تسلی ہے۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! آپ نے بجا فرمایا ہے اور اگر یہ آپ کی ruling ہے تو میں سر تسلیم خم کرتا ہوں لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو جواب آ چکا ہے متعلقہ ممبر جب چاہے وزیر قانون سے مل لے اور اس کو اس کا جواب فراہم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون سے مل لے تو اس کو جواب فراہم کر دیا جائے گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب! ان کی تحریک التوائے کار نمبر 1989/11 ہے۔ وزیر قانون صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

رائے محمد شاہجہان خان: موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ ان کی طرف دیکھیں تو سہی؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں ہمیشہ موجود رہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! انہوں نے عوامی نیشنل پارٹی کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وہاڑی ملتان روڈ ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے تصادم سے سولہ افراد ہلاک ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب محکمے نے کافی تفصیل سے دیا ہے۔ اس کی کاپی میاں صاحب کو فراہم کر دوں گا اور اس کا جو operative portion ہے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ حکومت پنجاب نے پورے پنجاب میں اپنے ذیلی دفاتر کے ذریعے روزانہ کی بنیاد پر گاڑیوں کی چیکنگ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں ابھی تک مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اس میں آگے تفصیل سے درج کیا گیا ہے کہ کوئی تقریباً 1895 گاڑیوں کے چالان ہوئے ہیں 480 گاڑیاں جو fitness کے بغیر تھیں ان کو بند کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تحریک التوائے کار میں جو مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی وجہ سے حادثات ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے 404 لوگوں کا چالان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے 780 گاڑیوں کی fitness suspend کی گئی ہے۔ اس طرح کوئی 2519 گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور اس سلسلے میں مزید ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ سو فیصد سی این جی سلنڈروں کو چیک کیا جائے تاکہ یہ حادثات لوگوں کے لئے مہلک ثابت نہ ہو سکیں اور یہ پیش بھی نہ آئیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک نکتہ پر گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! مجھے یہ بتائیں کہ میں آپ کو کس طرح سے بات کرنے کی اجازت دوں۔

Under which provision of law.

RAI MUHAMMAD SHAHJAHAN KHAN: Under which provision of law.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے بات کر رہا ہوں آپ سے نہیں کر رہا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری اس تحریک کا جواب تو آ گیا اور اس پر کارروائی بھی ہوئی۔ ایک بات کا جواب مجھے آپ کے توسط سے چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جتنی بھی بسیں اور ویگنیں سی این جی پر چلتی ہیں وہ ڈیزل کے حساب سے زائد کرایہ کیوں وصول کرتے ہیں۔ گاڑیاں سی این جی پر چلتی ہیں لیکن کرایہ ڈیزل کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔ جیسے ہی ڈیزل کا کرایہ بڑھتا ہے وہ گاڑیوں کا کرایہ اور بڑھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:اب آپ کی بات سن لی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق:جناب والا!کم ازکم مستقبل میں ہی اس بات کا خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!مستقبل میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہیں ایسی بات نہ ہو کہ کرایہ ڈیزل کا لیا جائے اور بسیں سی این جی پر چل رہی ہوں۔یہ عوام کے ساتھ زیادتی ہے اور مناسب بات نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب والا!حکومت مک مکا پر کام کر رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!جیسے آپ نے فرمایا ہے اس پر عمل ہوگا۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کیا گیا اس لئے اسے اب dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب عزیز بھٹی صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 11/1999 ہے۔رانا صاحب!اس کا جواب بھی آپ کو پڑھنا پڑے گا جس طرح چودھری ظہیر الدین صاحب نے نشاندہی کی ہے،میں نے تو ٹائم بچانے کی کوشش کی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ آپ کی صوابدید ہے۔آپ اسے دونوں طرح سے کر سکتے ہیں۔جس طرح چودھری ظہیر الدین صاحب نے کہا ہے اس طرح سے بھی آپ فرما سکتے ہیں کہ اس کا جواب پڑھ دیا جائے اور اگر آپ اسے dispose of کرنا چاہیں تو یہ بھی آپ کی discretion ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!یہ right آپ نے establish کر دیا ہے کہ جب ممبر تشریف لائے تو وہ وزیر موصوف سے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہ پوچھ سکتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!وہ اگر پوچھ سکتے ہیں تو ٹھیک ہے پھر اس کا جواب وزیر قانون نہ پڑھیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب۔وزیر قانون صاحب!ان کی تحریک ابھی تک move نہیں ہوئی؟

رائے محمد شاہجہان خان:جناب والا!On his behalf

جناب سپیکر: نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 2002/11 ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جیسا کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے pinpoint کیا ہے۔اب آپ ruling فرما دیں کہ جن صاحبان کی۔۔۔

جناب سپیکر: جو صاحبان یہاں حاضر نہیں ہوں گے وہ اپنے طور پر وزیر قانون سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! وہ میرے پاس اس کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت منعقدہ امتحانات میں پاس ہونے والے ہزاروں امیدواروں کو سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کو عملہ کی کمی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ تحریک التوائے کار نمبر 2002/11 کا جواب ہے۔اب تک 2008 تک کے تمام ڈپلومہ جات جاری کئے جا چکے ہیں 2009 اور اس کے بعد کے ڈپلومہ جات تیار کئے جا رہے ہیں۔ڈپلومہ کے جاری ہونے میں جو دیر ہوتی ہے اس کے بدلے تمام کامیاب امیدواروں کو Provisional Certificate یعنی عبوری عارضی سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے جاتے ہیں۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی بھی سرکاری محکمہ میں پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے رزلٹ کارڈ یا Provisional Certificate پر بغیر کسی اعتراض کے ملازمت دی جاتی ہے۔ڈپلومہ جات جاری نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ 2005 میں گورننگ باڈی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جعلی ڈپلومہ جات کے بچاؤ کی خاطر ایک دفعہ تمام ڈپلومے روک دیئے جائیں اور سٹاک میں موجود تمام سرٹیفکیٹ تلف کر دیئے جائیں۔اس ہدایت پر عمل کے بعد نئے ڈپلومہ جات خصوصی security features کے ساتھ پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ پریس کراچی سے چھپوائے جاتے ہیں جس کی باقاعدہ گورننگ باڈی نے منظوری دی ہے۔اس امر میں تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔اس عرصہ میں امتحانات باقاعدگی سے لئے جاتے رہے

نتیجتاً ڈپلومہ جات کا اجراء التواء میں پڑ گیا جس کی وجہ سے دیر ہوتی رہی ہے۔ بہر حال اب اس پر یہ direction دی گئی ہے کہ اس کو کم از کم مدت میں complete کیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں پریس نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا گیا لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے، اگلی تحریک التوائے کار رائے اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔ چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے، اگلی تحریک التوائے کار بھی چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کو dispose of کیا ہے یا ان کی تحریک کو؟

جناب سپیکر: ان کی تحریک التوائے کار dispose of کی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار جاوید علاؤالدین ساجد صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2047 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔لاء منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر یہ agreed ہوا ہے کہ آپ چیمبر میں discuss کرنے کے بعد اس پر ایک کمیٹی بنا دیں یا جو کمیٹی already موجود ہے اسے refer کر دیں کیونکہ جو یہ معاملہ اٹھایا گیا ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ اس پر کام

کرنا چاہتی ہیں۔ اس سے پہلے پچھلی اسمبلی میں بھی سود کے کاروبار کے متعلق انہوں نے ایک بل introduce کیا تھا اس لئے میں اس پر agree ہوں کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر کمیٹی بنادوں گا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر focused ہو اور میں اس کے لئے ممبران کے نام دے دوں گی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں، میں خود کمیٹی بناؤں گا۔ اس پر کمیٹی بنائی جائے گی۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! سود کے معاملے پر ایوان میں discuss ہونی چاہئے آج کل بنکوں اور سود کا کاروبار کرنے والوں نے غنڈے رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی ایسے نہ کریں بلکہ ٹائم پر بات کریں۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں، جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا، میں لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ذرا غور سے سنیں اور جواب دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ایک مہینہ پہلے گجرات میں ایک سانحہ ہوا تھا جس میں سات بندے قتل کر دیئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ! مجھے بول لینے دیں، اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے، مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں، جی اب آپ اپنی بات کر لیں قرار دادیں پھر بعد میں لیتے ہیں۔

گجرات کے تھانہ گھلیانہ کے قصبہ گھلیانہ میں سات افراد کے قتل کے ملزمان کی گرفتاری کا مطالبہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! گجرات کے تھانہ گھلیانہ کے قصبہ گھلیانہ کے اڈے پر ایک مہینہ پہلے سات افراد قتل ہوئے ہیں۔ محمد شریف نامی شخص جو بنک منیجر ہیں اور راجہ فیملی سے ان کا تعلق ہے پہلے ان کے بھائی اور دو بندے اور بھی قتل ہوئے تھے پھر ان کی جگہ پر انہیں بنک منیجر لگا دیا گیا تھا اور اس فیملی نے ڈی پی او گجرات سے اپنی سکیورٹی اور تحفظ کے لئے بہت زیادہ request کی تو ڈی پی او صاحب نے انہیں ایک کانسٹیبل provide کر دیا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس سانحہ میں وہ کانسٹیبل بھی شہید ہوا ہے اور ایک فیملی کے چھ افراد مارے گئے ہیں۔ اس کانسٹیبل کے پاس ایک گن بھی نہیں تھی کہ وہ اپنا تحفظ بھی کر سکتا، یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ آپ نے ایک بندے کو تحفظ دینے کے لئے کانسٹیبل دیا ہے لیکن وہ بھی ساتھ صرف اس لئے مارا گیا کہ اس کے پاس ایک چھڑی بھی نہیں تھی۔ اس واقعہ میں ابھی تک صرف دو بندے پکڑے ہیں جو شاید مشورے میں تھے لیکن اصل ملزم ابھی تک وہاں دندنا رہا ہے اور فائرنگ بھی کرتا ہے، بار بار جا کر انہیں دھمکیاں دیتا ہے کہ میں بقیہ ساری فیملی بھی مار دوں گا۔ میں لاء منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ یہ ہمیں تحفظ نہیں دلوا سکتے تو مہربانی کر کے کم از کم اپنی پولیس کو ہی تحفظ دلوا دیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میری استدعا ہے کہ یہ جو اتنا بڑا معاملہ ہے اس پر فوری notice لیں اور جو بندہ ادھر ہی دندنا رہا ہے اسے پکڑ کر قرار واقعی سزا دلوائیں۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گھرال صاحب نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے بلاشبہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل اور افسوسناک ہے، میری ان سے بھی یہ request ہے کہ وہ اس معاملے کو صرف پوائنٹ آف آرڈر کی نذر نہ کریں بلکہ یہ اس پر آج ہی توجہ دلاؤ نوٹس بنا کر مجھے دیں تو Thursday کو اسے take up کرتے ہیں، میں مقامی ڈی پی او کو بلوا کر ان کے ساتھ بٹھاتا ہوں اور اس کیس میں ان ملزمان کو پکڑنے کے لئے جو بھی حتی المقدور کوشش ہو سکتی ہے وہ کریں گے جیسے انہوں نے کہا کہ وہ ملزم وہاں پر ہی گھوم رہا ہے تو انشاء اللہ اس سلسلے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بسم اللہ۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس سلسلے میں چودھری ظہیر صاحب اور میں توجہ دلاؤ نوٹس دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے بات کرنے دیں، آپ کی مہربانی، یہ مورخہ 3۔جنوری 2012 کے ایجنڈے سے زیر التوا مفاد عامہ کی قراردادیں ہیں۔ ہم پہلے مورخہ 3۔جنوری 2012 کے ایجنڈے سے زیر التوا رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں، پہلی زیر التوا قرارداد چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی ہے، وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب کی لاکھوں ایکڑ اراضی کو سیم و تھور سے بچانے کے لئے بین الاقوامی اداروں سے قرض لئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکنے کا مطالبہ

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose تو نہیں کرتا بے شک House اسے carry کرے لیکن اس سلسلے میں جو ڈیپارٹمنٹ کا موقف ہے وہ on record رکھنا چاہتا ہوں، ڈیپارٹمنٹ کا موقف یہ ہے کہ گورنمنٹ پاکستان نے صوبہ پنجاب میں سیم و تھور کو کنٹرول کرنے کے لئے 1962 میں واپڈا کے ذریعے سکارپ ٹیوب ویل لگائے اور بعد میں محکمہ انہار گورنمنٹ پنجاب کے حوالے کر دیئے۔ جب سکارپ پراجیکٹ 1980 سے 1990 تک مکمل سیم و تھور کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تو زمیندار سکارپ ٹیوب ویل کا پانی زمین کو سیراب کرنے میں استعمال کرتے رہے، گورنمنٹ پنجاب ان ٹیوب ویلوں کو زمینداروں کے فائدے کے لئے اس وقت تک چلاتی رہی جب تک ان کی مرمت اور اپریشنل اخراجات قابل برداشت رہے کیونکہ یہ 1962 میں لگے تھے اور اب دیکھ لیں کہ ان کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور مشینری کی ایک life ہوتی ہے۔اس کے بعد یہ ٹیوب ویل ناقابل مرمت ہو گئے اور ان کو چلانے میں گورنمنٹ کے خزانے پر اضافی بوجھ پڑا۔یہ on ground پوزیشن ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے محکمے کا جو موقف بیان کیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، میرے خیال میں یہاں جو کارروائی ہو رہی تھی آپ اس کے سیاق و سباق سے مطلع ہوں گے۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سکارپ کے دو حصے تھے ایک سکارپ ٹیوب ویلز ہیں اور ایک Smith Wells ہیں جو کہ Canadian Crescent Group collaboration کے ساتھ 1986 کے بعد بنائے گئے تھے اس میں فیصل آباد اور اس کے چند قریبی اضلاع بھی ہیں جب Low-lying areas کے اندر جب heavy rains ہوتی ہیں تو وہ سارے کا سارا water logging ہو جاتا ہے۔اس وقت خود میری constituency کے اندر تقریباً بارہ گاؤں ایسے ہیں کہ جہاں پر گندم پچیس فیصد کاشت ہوئی ہے۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ قرارداد دینے کے بعد حکومت پنجاب نے اس پر کام کرتے ہوئے ان Smith Wells کو چلانے کے لئے کچھ رقم دی ہے اور وہ رقم فیصل آباد میں پہنچ چکی ہے۔اس کی reckoning expenses کے لئے محکمہ نے اپنی معذرت ظاہر کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو ایک اچھی management کے ساتھ club کر کے بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔Low-lying areas میں heavy rains کے بعد زمین recharging سے جواب دے جاتی ہے۔آپ خود زمیندار ہیں اور ان معاملات سے بخوبی آگاہ

ہیں۔زمین خراب ہو جائے تو یہ ایک بوجھ ہے اور اگر ٹھیک رہے تو یہ ایک اثاثہ ہے۔اس بوجھ کو اثاثہ میں تبدیل کرنے کے لئے میں یہ قرارداد لایا ہوں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ اگر کوئی idle funds پڑے ہوئے ہیں تو ان کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔اس مقصد کے لئے اس قرار داد میں کچھ اضافہ کرنا ضروری ہے تو وہ کر لیں یا پھر اس کے لئے دوسری قرار داد لے آئیں گے۔وفاقی حکومت کے اندر relating to scarp یا زمینوں کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے جو funds مختص کئے جاتے ہیں وہ تمام صوبوں کو دیئے جائیں اور یہ funds low-lying areas کہ جہاں پر water logging ہوتی ہے پر خرچ کئے جائیں۔میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی ہے۔بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس حوالے سے میں بھی ایک بہت اہم انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!بات یہ ہے کہ جب قرارداد کی مخالفت نہ ہو تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔چودھری ظہیرالدین خان صاحب نے تو اس کی وضاحت بیان کی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو قراردادوں کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اگر آپ کی اجازت ہو تو میں صرف ایک اہم انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!قانون اور قواعد اس انکشاف کی اس وقت اجازت نہیں دے رہے۔وہ آپ بعد میں کر لیجئے گا۔میں بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ (SCARP) کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد دوسری زیر التواء قرارداد جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی طرف سے ہے۔ کیا ہوتیانہ صاحب موجود ہیں؟ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ تیسری زیر التواء قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس قرار داد کو میں پیش کروں گی اور اس حوالے سے میں نے authority letter سیکرٹری اسمبلی کو دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ اس قرارداد کو پیش کریں۔

ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ممبران اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ممبران اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

چونکہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ممبران اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چوتھی زیر التواء قرارداد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

حکومت پاکستان کی جانب سے بھارتی فلموں پر عائد پابندی کے نوٹیفکیشن کی خلاف ورزی پر ٹھوس اقدامات کئے جانے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4 جون 1984 اور 7 ستمبر 1965 کی خلاف ورزی پر بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4 جون 1984 اور 7 ستمبر 1965 کی خلاف ورزی پر بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose نہیں کرتا لیکن حکومت کا مؤقف House کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ اس قرارداد کا تعلق سنٹرل بورڈ آف فلم سنسر سے ہے جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے۔ اب یہ ادارہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبوں کو منتقل ہو چکا ہے۔ انفرمیشن اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ نے Punjab Motion Pictures (Amendment) Act کے نام سے ایک Bill کابینہ سے منظور کرایا ہے جسے جلد اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔ اس کی باقاعدہ منظوری کے بعد فلموں کی نمائش سے متعلق معاملات حکومت پنجاب کے براہ راست دائرہ اختیار میں آ جائیں گے تو اس کے بعد اس پر بھرپور کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وزیر قانون نے جو بیان کیا ہے اس کے بعد تو یہ قرارداد infructuous ہو جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس قانون سازی کا انتظار کر لینا چاہئے کیونکہ اب وفاقی حکومت سے اس کا مطالبہ کرنا بنتا نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ اور وزیر قانون کی بات سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں جلد از جلد اس قانون سازی کو اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔ وزیر قانون مہربانی کر کے یہ بتادیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت کب تک صوبے کے پاس یہ اختیارات آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا ایک procedure ہے۔ وزیر قانون صاحب بتا رہے ہیں کہ کابینہ نے اس Bill کی منظوری دے دی ہے۔

اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد جناب ضیاء اللہ شاہ صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں قبرستانوں کی چار دیواری تعمیر کرنے، ان میں جادو ٹونے اور کفن چوری کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کرنے کا مطالبہ

جناب ضیاء اللہ شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

MR IJAZ AHMED KAHN: Sir, I oppose it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضیاء اللہ شاہ صاحب!

جناب ضیاء اللہ شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ہمارے پورے معاشرے کا المیہ ہے کہ جعلی پیروں اور جادو ٹونے کرنے والوں نے سفلی عملیات کرنے کے لئے جگہ جگہ پر فرنچائزڈ دفاتر اور دکانیں کھولی ہوئی ہیں اور یہ مذہب کے نام پر سادہ لوح لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں، قبرستانوں میں لاشوں کی بے حرمتی

کی جاتی ہے اور مردوں کی ہڈیاں نکال کر ان پر مختلف قسم کے عمل کئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ مذہب اسلام کو بدنام کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تدارک ضروری ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قبرستانوں کی proper چار دیواری ہو تاکہ وہاں پر جانور وغیرہ داخل نہ ہوں اور قبروں کا تقدس پامال نہ ہو۔ قبرستانوں کی proper چار دیواری کے بعد اس کو گیٹ لگا کر بند کیا جائے اور ٹی ایم اے کا ایک مالی یا چوکیدار وہاں پر تعینات کر دیا جائے تاکہ کوئی بھی آدمی کسی بھی لاش یا قبر کی بے حرمتی کر سکے، قبروں سے ہڈیاں نکال سکے، ان پر جادو ٹونہ ہو سکے اور نہ ہی اسلام کو بدنام کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس قرارداد میں قبرستانوں کے گرد چار دیواری تعمیر کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اس کے دوسرے حصے میں جادو ٹونہ کرنے اور کفن چوری ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! اگر آپ rules کو دیکھیں تو basically یہ Private Members' Day ہے اور اس کے اندر جب private members اپنی قرار دادیں دیتے ہیں تو اس کے اوپر basically opposition حکومت کی طرف سے آنی چاہئے۔ وزیر قانون یا حکومت کے جو بھی representative ہوں ان کی طرف سے oppose ہونا چاہئے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ سکی کہ private members اُٹھ کر private members کی قرار داد کی مخالفت کر دیں۔ اس میں اگر oppose کیا جانا ضروری ہو تو وہ حکومت کی طرف سے ہونا چاہئے۔ اب چونکہ حکومت نے اس قرار داد کو oppose نہیں کیا تو پھر rules کے مطابق اس کا question House میں put کیا جانا بنتا ہے اس پر بحث نہیں بنتی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! چونکہ آپ نے سوال وزیر قانون سے کیا ہے اس لئے پہلے وہ بات کر لیں پھر میں عرض کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اگر اس قرار داد میں کوئی دوسرا ممبر ترمیم بھی تجویز کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلے اسے oppose کرے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: وہ ترمیم بھی oppose کرنے کے بغیر نہیں دی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ تو House کے اندر کئی دفعہ ہوا ہے کہ قرار داد آتی ہے تو اس میں ترمیم تجویز کر دی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کسی معزز ممبر کو کسی قرارداد پر اعتراض ہے تو اُسے اس پر ترمیم دینی چاہئے لیکن اس قرارداد کی تو کوئی اپوزیشن نہیں ہو سکتی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ایوان میں جب کوئی بھی قرارداد پیش کی جاتی ہے تو حکومت اور تمام ممبران مفاد عامہ کی قرارداد میں ترمیم کے لئے ایوان میں ووٹنگ کے دوران اس کو مسترد کرنے کے لئے oppose کرنا pre-requisitioned ہے۔ اگر میں اس قرارداد میں ترمیم بھی کرانا چاہوں تو مجھے اس کے لئے oppose کرنا پڑے گا اور پھر ترمیم ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ جب کوئی قرارداد آتی ہے تو اس میں ترمیم کے لئے آپ کو ترمیم شدہ قرارداد داخل کرانی پڑتی ہے اور اُس کا طریق کار different ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر نے قرارداد پیش کی ہے تو اُس پر گورنمنٹ نے عملدرآمد کرانا ہے تو اس پر opposition حکومت کی طرف سے ہو گی۔ اگر آپ اس سے متفق نہیں ہیں تو آپ اس کے خلاف ووٹ دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ میں نے اس سلسلہ میں تین دفعہ قرارداد جمع کروائی ہے اُس کی باری آئی اور نہ اُس پر آگے کوئی کام ہوا تو اس لئے پھر ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ چار سالوں میں اگر مفاد عامہ میں کوئی ایک چیز آ ہی گئی ہے تو ہم مل ملا کر آپ سے یہ کہیں کہ اس کو اس طرح سے بہتر کر لیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ حسب رواج آپ اس میں ایک آدھ لفظ کا اضافہ کر لینے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! پرائیویٹ ممبر ڈے میں قرارداد دیئے جانے کے بعد اگر حکومت اسے oppose نہیں کرتی اور اُس قرارداد کے پاس ہو جانے کے بعد بھی amended قرارداد دیئے جانے پر کوئی ممانعت نہیں ہے۔ آپ اس پر بحث کے دوران جو بھی فیصلہ فرمائیں لیکن میں نے صرف یہ بات واضح کی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! کسی بھی پرائیویٹ ممبر کو کسی بھی قرارداد کو oppose کرنے سے رولز نہیں روکتے اور اگر کوئی رول براہ راست روکتا ہے تو آپ اس کو اُس رول کی روشنی میں take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ آپ رول 114,119,123 پڑھ لیں اور رول 121 کے تحت آپ کو notice of amendment دینا پڑتا ہے۔ اُس کے اندر کئی دفعہ یہ ہوا کہ اسمبلی کے اندر ایک consensus develop ہو گیا کہ ایک قرارداد پیش ہوئی، اُس کے اندر

جیسے لاء منسٹر نے اُٹھ کر کہہ دیا کہ آپ اس کے اندر ایک دو چیزوں کا اضافہ کر لیں یا ایک دو چیزوں کی deletion کر لیں تو اس ہاؤس نے یہیں پر approve کر کے اُسی کے ساتھ منظور کر لی۔ ہم discretionary powers کے تحت اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ہاؤس کی sense کے مطابق اس کے اندر شامل کر سکتے ہیں، otherwise اس کی opposition کے حوالہ سے رول بڑا clear ہے۔ اگر اس پر آپ کی کوئی amendments ہیں تو اس کو اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس کا یہ بھی حل ہو سکتا ہے کہ ہم ابھی propose کر دیں اور یہ اُس کو amended پیش کر دیں اور یہ ابھی dispose of ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز خان صاحب! آپ کی کیا amendment ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے کہا ہے کہ کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ یہ ایک serious بات کر رہے ہیں اگر کوئی قبر کھود کر مردے کو نکالے تو تعزیرات پاکستان کے تحت یہ کرائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی amendment بتائیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قبرستانوں کے گرد چار دیواری کی حد تک یہ بڑا اچھا idea ہے، اسی کی حد تک رہا جائے۔ جادو ٹونے اور کفن چوری کے واقعہ کو اس میں سے delete کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ کی اس پر suggestion آ گئی، بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی کیا amendment ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری amendment یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ "صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں غیر اسلامی افعال جیسے جادو ٹونہ کرنا اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے سعودیہ کے قانون کی طرح یہاں پر سزائے موت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کی اس بات سے agree کرتا ہوں لیکن اس کے لئے آپ کو notice for amendment دینا ہو گا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس ترمیم کے حوالہ سے میری ایک تجویز ہے کہ قبرستان کی چاردیواری بن جاتی ہے تو کسی کو دفنانے کے لئے لوگ اُس چاردیواری کو پھلانگ کر جائیں گے۔ قبرستان کی چاردیواری بنانے کے بعد گیٹ لگانے پڑیں گے اور ہر گیٹ پر چوکیدار رکھنے کا خرچہ کون ادا کرے گا؟ یہاں پر میانی صاحب کا قبرستان ہے تو اگر اس کی چاردیواری بنادی جاتی ہے تو اس پر کتنے گیٹ لگائیں گے اور کتنے چوکیدار رکھیں گے اور ان کا خرچہ کون برداشت کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ حمیرا اویس شاہد!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر!میں اس قرارداد میں یہ amendment propose کرنا چاہتی ہوں کہ جادو ٹونے کا main source of flourishment میڈیا میں آنے والے اشتہارات ہیں اگر میڈیا میں ان کے آنے والے اشتہارات بند کر دیئے جائیں تو آدھے سے زیادہ جادو ٹونے ختم ہو جائیں گے۔ان پر پابندی لگادیں کہ آپ میڈیا پر اشتہار نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب ممبر صاحبان کی بات سننے کے بعد میرے خیال میں یہ قرارداد ویسے بھی in order ہے لیکن اگر آپ اس میں amendment کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ سے کہوں گا کہ معزز ممبران کی proposed amendments کے ساتھ next week میں پیش کر دیں۔اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے، وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ کے تمام سرکاری وغیر سرکاری سکولوں میں میوزیکل کنسرٹس پر فوری پابندی عائد کرنے کا مطالبہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہیں اور یہاں پر ایسی چیزوں کے لئے کوئی provision نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ہماری نئی نسل جس طرح سے بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے اور ان تعلیمی اداروں نے اس کو source of publicity بنا رکھا ہے۔ ان کنسرٹس کی وجہ سے وہاں پر معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ ابھی recently ایک کالج کی طرف سے ایک کنسرٹ ہوا اور وہاں پر بہت سے لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آپ کے زمانے میں، لاء منسٹر کے زمانے میں اور میرے سکول کالج کے زمانے میں اگر تھوڑے سے ناخن بڑھے ہوتے تھے یا بچیوں نے نیل پالش لگائی ہوئی ہوتی تھی تو اُس کی بھی سزا ملتی تھی اور اُن وقتوں میں طلباء کو درسگاہوں سے جو ethics دیئے جاتے تھے آج وہ چیزیں ناپید ہو چکی ہیں۔ آپ کے کون سے curriculums اور حکومت کی کون سی پالیسی ان میوزیکل کنسرٹس کو allow کرتی ہے؟ مجھے تعلیمی اداروں میں ان کنسرٹس کا کوئی جواز یا فائدہ نظر نہیں آتا جبکہ اس کی برائیاں بے تحاشا ہیں۔ I don't see any good reason کہ ہم سکولوں اور کالجوں کو ایسی چیزیں allow کریں جنہیں صرف وہ اپنی publicity کے لئے use کر رہے ہیں اور attract students ہو رہے ہیں۔ یہ تعلیم کا معیار ہے نہ یہ کوئی ایسا criteria ہے جس سے ہم اپنی نئی نسل کو کوئی اچھی چیزیں transfer کر رہے ہیں تو اس سے یہ جو ایک سسٹم شروع ہو گیا ہے اُس کے نتائج ہم سب کو بھگتنے پڑیں گے۔ ہمارے بچوں نے بھی اسی سوسائٹی میں move کرنا ہے، یہیں پر سکولوں اور کالجوں میں جانا ہے اور ultimately ہمیں بھی یہ ساری چیزیں suffer کرنا پڑیں گی۔ ثقافتی سرگرمیوں کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر اور بھی محکمے موجود ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ تعلیمی اداروں کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ان کے کوئی بھی ethics اس کی اجازت نہیں دیتے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس سے تعلیمی معیار بہتر ہو جائے گا یا تعلیمی معیار کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو کوئی ایسی سہولت دے رہے ہیں جس سے بچوں کی پڑھائی یا تعلیم کا improve level ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اپنی قرارداد کے حق میں جو arguments دیئے ہیں اس سے تو مجھے یہ اندازہ ہوا ہے کہ پچھلے دنوں جو واقعہ الحمراء کلچرل کمپلیکس میں پیش آیا اس کے بعد انہوں نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ وہ کنسرٹ ایک پرائیویٹ کالج کا تھا جس میں یہ واقعہ پیش آیا۔ اگر کوئی سرکاری کالج ہوتا تو اس واقعہ کو جس طرح میڈیا میں لایا جاتا تھا، جس طرح سے ہلاک ہونے والی بچیوں کے گھر والوں اور ان کے دوستوں کے جذبات و احساسات کا اظہار ہونا تھا کہ پوری قوم نے اس دکھ اور درد میں involve ہو جانا تھا لیکن وہ کالج ایک میڈیا چینل کے مالک سے متعلقہ ہے تو اس لئے اس واقعہ کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اس سے ایک اور بات پوری قوم کے سامنے آئی ہے کہ کامیاب اور successful business کے لئے ایک میڈیا چینل ہونا ضروری ہے۔ اب اس پر تمام بڑے بڑے business houses کافی تیزی سے غور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری محترمہ سے صرف یہی گزارش ہے کہ میوزیکل کنسرٹ بہت wide لفظ ہے۔ اس میں وہ پروگرام بھی آ جاتے ہیں جو ملی و قومی ترانوں سے متعلق ہوتے ہیں اس لئے میوزیکل کنسرٹ تمام سکول اور کالج منعقد کرتے ہیں جن میں ملی و قومی ترانے اور نغمے ہوتے ہیں اس لئے میوزیکل کنسرٹ کے ایسے پروگرام جن پر کسی کو اعتراض نہیں وہ ہونے چاہیئں اس لئے قرارداد کے ان الفاظ سے وہ پروگرام بھی hit ہوتے ہیں۔ اگر محترمہ اس قرارداد میں "قابل اعتراض" کے الفاظ کا اضافہ کر لیں تو پھر میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جو کہنا چاہتی تھی لاء منسٹر صاحب بخوبی وہ understand کر گئے ہیں یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں ان سے agree کرتی ہوں کہ ملی ترانوں پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا concern وہی ہے جو انہوں نے understand کیا ہے۔ میں اس کو accept کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تیسری قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ اسے پیش کریں۔

صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر / مختص کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر / مختص کی جائیں۔"

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔ میں اس کے بعد وقت دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اس قرارداد کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ آپ سرکاری ہسپتالوں کے ساتھ غیر سرکاری ہسپتال بھی شامل کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب سرکار کی طرف سے تو اسمبلی کے اندر undertaking دے سکتے ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر / مختص کی جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چوتھی قرارداد محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

آبادی میں اضافہ کو کنٹرول کرنے کے لئے مربوط پالیسی اور بجٹ مختص کرنے کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔"

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں اس میں amendment کرانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ اگر کوئی amendment ہوتی ہے تو اس کے لئے آپ کو پہلے notice of amendment دینا پڑتا ہے۔ یہ قراردادیں پہلے آچکی ہوتی ہیں، یہ آج کی نہیں ہیں، یہ کافی پرانی جمع ہوئی ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! کیا کوئی تجویز add کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ تمام Housing Authorities کے اپنے اپنے rules and regulations ہیں۔ تعلیم، صحت اور پینے کے صاف پانی جیسے معاملات ایسے residential areas جیسے کوئی ایک یا دو ایکڑ میں کالونی بنا کر چھوڑ کر چلا جاتا ہے وہاں پیش آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل out of context ہے۔ اس کے لئے آپ علیحدہ قرارداد اگلے Private Members Day پر لے آئیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔
اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔
لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں نہایت اہم معاملہ آپ کے توسط سے ایوان کے معزز ممبران اور حکومت پنجاب کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو قرارداد سکارپ کے منصوبوں کے متعلق پیش کی ہے میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور میں اس میں اضافہ یہ کر رہا ہوں جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے محکمہ کی statement پڑھ کر سنائی ہے کہ سکارپ کے ٹیوب ویلز 1962 میں لگے تھے یہ بات درست ہے پھر وہ بند ہو گئے یہ بھی بات درست ہے۔ میں ایک نئی بات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا جو یہ ہے کہ سندھ طاس معاہدہ کے مطابق ایک نہر تریموں ہیڈ سے تریموں سدھنائی لنک کینال نکالی گئی وہاں پر پہلے سے موجود حویلی لنک کینال ہے اور یہ سدھنائی ہیڈ میں ڈالی گئی تا کہ اس سے میلسی لنک کینال نکال کر اگلے چار اضلاع کو پانی مہیا کیا جا

سکے۔ اب تریموں سدھنائی لنک کینال کچی ہے یہ سندھ طاس معاہدہ کے بعد بنائی گئی ہے اس کا 1962 سے کوئی تعلق نہیں ہے اس وقت کے سکارپ ٹیوب ویلوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن یہ علاقہ جب water logged ہوا اور seepage کی وجہ سے سیم زدہ ہوا تو پھر دو دو مربع اراضی کے مالکان بھی دہاڑی دار بن کر مزدوری کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے بعد حکومت وقت نے 1985 کے قریب سکارپ کے ٹیوب ویلز لگائے اور اس کا ہیڈ آفس مظفر گڑھ میں بنایا گیا اور وہاں کا ایکسئن تریموں ہیڈ پر بیٹھتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ کا اصل میں point کیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم information ہے جو میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے موقع عنایت فرمائیں گے تو اس سے ایوان، ضلع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کاشتکاروں کا بھلا ہو گا کیونکہ جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لاکھوں کاشتکار اس نہر کی water logging سے متاثر ہیں۔ اس پر حکومت پنجاب کے سیکرٹری آبپاشی نے انجینئروں کی ایک ٹیم بنا کر بھجوائی جنہوں نے جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سینکڑوں متاثر دیہاتوں کا سروے کیا اور بالآخر انہوں یہ تجویز کیا کہ یہاں پر یا تو SCARP کے ٹیوب ویل دوبارہ لگائے جائیں یا اس کی double lining کی جائے تب جا کر ضلع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لاکھوں لوگوں کا بھلا ہو گا جن کی cost پر یہ نہر چلتی ہے اور آگے بھی چار اضلاع کو پانی مہیا ہوتا ہے۔ اب وہاں کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور اپنی زمین کو کاشت بھی نہیں کر سکتے اس لئے وزیر قانون صاحب نے محکمہ کا جو بیان پڑھ کر سنایا ہے وہ درست نہیں ہے اور اس میں یہ علاقہ اور نہر شامل ہی نہیں ہے لہذا مہربانی فرما کر جیسے سیکرٹری آبپاشی کی طرف سے تشکیل دی گئی انجینئروں کی ٹیم نے جو رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی ہے اس میں یہی تجویز کیا گیا ہے کہ ضلع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لاکھوں لوگ water logging اور نہر کی seepage سے اسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ یا تو اس کی double lining کی جائے یا پھر دوبارہ سے SCARP کے ٹیوب ویل لگائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احسان الحق نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! گورنر پنجاب نے 28 Bills کو objection لگا کر return کیا ہے۔ ان کو reconsider کرنے کے لئے Rules of Procedure کے اندر clarity کے ساتھ کوئی rules موجود نہیں ہیں کہ جو Bills گورنر پنجاب کی طرف سے return ہو کر آتے ہیں اُن کو کیسے take up کیا جائے گا؟ چاہئے یہ تھا کہ جس کے لئے قانون سازی موجود نہ ہو اس کے لئے ہاؤس میں موجود تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی جس میں وہ discussion کے بعد کوئی procedure طے کرتے۔ حکومت نے 21۔جنوری 2012 کو ایک procedure جاری کر دیا ہے کہ واپس آنے والے تمام Bills کو reconsider کرنے کا procedure کیا ہو گا؟ اگر کوئی rules موجود نہ ہوں تو ان کے لئے precedent اور طریقہ یہ اپنایا جاتا ہے جیسے انڈین پارلیمنٹ اور برطانوی پارلیمنٹ میں اس پر ہاؤس کی کمیٹی بنائی جاتی ہے جو اس پر اپنی سفارشات پیش کرتی ہے اور ان سفارشات کو ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آج سے پہلے یہ مسئلہ در پیش نہیں آیا تھا مگر اب یہ مسئلہ در پیش آیا ہے تو اس پر تمام پارٹیوں کی sense لے لی جانی چاہئے۔ اب rules کے خلاف یہ procedure adopt کرنے کا نوٹیفکیشن بھی کر دیا گیا ہے۔ ان 28 Bills پر بڑے serious allegations ہیں۔ جھگڑا یہ ہے کہ ان 28 Bills میں جو قانون سازی صوبائی اسمبلی نے کر دی ہے ان پر گورنر پنجاب یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام Bills صوبہ کے preview میں نہیں آتے بلکہ Federal Legislative List کے اندر آتے ہیں۔ جو قانون سازی وفاق کے preview میں آتی ہے اُس پر صوبہ قانون سازی کیوں کرتا ہے؟ اٹھارہویں ترمیم پر ایک Implementation Commission بنا ہے جس کو سینیٹر رضا ربانی صاحب Chair کرتے ہیں جس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نمائندگی بھی شامل ہے اور پارلیمنٹ کے اندر موجود ہر سیاسی پارٹی کو نمائندگی دی گئی ہے۔ انہوں نے جو منسٹری devolve کر کے صوبوں کو دی ہے اس منسٹری کے چند subjects کا تعین کیا ہے کہ اس منسٹری کے فلاں فلاں subjects وفاق میں رہیں گے اور فلاں فلاں subjects صوبہ میں رہیں گے۔ قومی اسمبلی نے بڑا اچھا پیغام پورے پاکستان کو دیا ہے کہ وہ جو بھی قانون سازی کرتے ہیں consensus کے ساتھ کرتے ہیں اور ہاؤس میں موجود تمام پارٹیوں کے نمائندوں کو اس کمیٹی میں بٹھاتے ہیں چاہے کسی پارٹی کے دو، بیس یا اسّی ممبران ہی کیوں نہ ہوں۔ چاہئے یہ تھا کہ جو قانون سازی کا attitude قومی اسمبلی کے اندر اختیار کیا جاتا ہے اس کو صوبائی اسمبلی کے لوگ بھی adopt کریں۔ جیسے وزیراعظم قومی اسمبلی میں روزانہ آتے ہیں اسی طرح

ہمارے معزز وزیر اعلیٰ کو بھی بیٹھنا چاہیئے۔ اگر وہ consensus کے ساتھ قانون سازی کرتے ہیں تو ہماری اسمبلی کو بھی consensus کے ساتھ قانون سازی کرنی چاہیئے۔ اب rules کی یہ بڑی clear violation ہے کہ اس procedure کا نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے جو rules کے مطابق معزز لاء منسٹر یا honourable Chair نہیں کر سکتی۔ میری request یہ ہے کہ اگر معزز لاء منسٹر اس پر ایک کمیٹی کو oppose نہ کریں اور honourable Chair House میں موجود تمام سیاسی پارٹیاں جن کو نمائندگی حاصل ہے اُن پر ایک کمیٹی بنا دے جو Rules of Procedure پر اپنی رائے دے۔ حقیقت میں اس کمیٹی میں according to strength مسلم لیگ (ن) کا ہی فیصلہ آئے گا لیکن اگر سب کی بات سن لی جائے تو یہ زیادہ democratic attitude ہوگا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں clarification کر دیتا ہوں کہ Rule 235 سپیکر صاحب کی powers کے متعلق ہے۔ جس نوٹیفکیشن کا آپ ذکر کر رہے ہیں تو pursuant to the provisions of that rule نوٹیفکیشن نکالا ہے اور سپیکر صاحب کی powers کے مطابق ان کے پاس اختیار بھی ہے۔ انہوں نے procedure باقاعدہ lay down کر دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rule 235 یہی ہے کہ یہ تمام powers سپیکر صاحب کے پاس ہیں مگر میرا سوال یہ ہے کہ قانون سازی کا پارلیمنٹ کو یا صوبہ کو اختیار ہے، کیا اس کا decision معزز سپیکر صوبائی اسمبلی کریں گے؟ وفاق میں دو ہی ادارے موجود ہیں۔ ایک Inter Provincial Commission ہے جو تمام صوبوں کے معاملات کو regulate کرتا ہے۔ اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم کی وجہ سے جو یہاں پر قانون سازی ہوئی ہے اس کی implementation کے لئے بھی ایک کمیٹی موجود ہے جس کو سینیٹر رضا ربانی صاحب Chair کرتے ہیں۔ صرف democratic attitude کی بات ہے کہ اگر یہی کام ہمارے ہاؤس کے ممبران پر مشتمل کمیٹی میں ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ ہونا وہی ہے جو معزز وزیر اعلیٰ صاحب اور (ن) لیگ نے کہنا ہے۔ اگر democratic attitude کے ذریعے consensus سے ہو جائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہاں صرف رائے دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ پورے ملک کے اندر ایک consensus develop ہوا ہے کہ جو بھی کام کریں تمام سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لے کر کریں۔ اگر یہی روّیہ ہماری (ن) لیگ بھی اپنالے تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ ہونا وہی ہے جو (ن) لیگ کہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں دو issues آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں۔ میں پچھلے دنوں walk کرتا ہوا گورنر ہاؤس کے سامنے سے گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ roads ٹوٹے ہوئے ہیں اور گٹر اُبل رہے ہیں۔ اسمبلی سے نکلتے ہوئے یہاں پر جو بھی dignitaries آتی ہیں اُن کے لئے کوئی اچھا message نہیں جاتا۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب اس کے متعلق کچھ فرمادیں اور اسے ٹھیک کروادیں۔ مجھے گورنر ہاؤس سے اور نہ مال روڈ سے تعلق ہے۔ میں اُس دن وہاں سے گزر رہا تھا اس لئے میں وہاں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ عوام میں کوئی اچھا message نہیں جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ لاہور کے جس علاقہ میں میری رہائش ہے وہاں پر منشیات فروش اور منشیات کے عادی لوگوں کی کافی اکثریت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا کون سا علاقہ ہے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ Cantt area ہے اور آر اے بازار کے قریب بھی adjoining آبادیوں میں چوریاں اور اس طرح کی وارداتیں بڑی عام ہو رہی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہاں کی انتظامیہ سوئی ہوئی ہے اور ان چیزوں کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لے رہی کیونکہ لوگ بھی تنگ ہیں اور مختلف جگہوں پر "جہاز" لینڈ کرتے پھر رہے ہیں اور چوریاں کر رہے ہیں؟ اس طرح کے areas میں اگر اس طرح کی چیزیں ہوتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی قابل فکر بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے on the floor of the House یہ بات کی تھی کہ تمام side roads 15 جنوری تک مرمت ہو جائیں گے تو اس کا کیا جواب اور کیا follow up

ہے اوراس سلسلے میں اپنی کی ہوئی commitment کو کیسے مکمل کیا؟ roads کے حوالے سے یہ شامل کر دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کوئی ٹوٹی ہوئی سڑکیں دیکھی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، بالکل۔ بہت ساری سڑکیں ہیں اور ان کی commitment خاص طور پر فلائی اوور کے ساتھ والی سڑکوں کے متعلق تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں کیونکہ آپ کی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت بڑی سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ عوامی مسائل بڑے اچھے ماحول میں discuss ہو رہے ہیں۔ میرے پاس جو مسئلہ ہے وہ بھی انتہائی سنجیدہ ہے۔ مختلف ہاؤسنگ سوسائٹیاں صوبے میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں۔ اسی طرح ایک ملٹری اکاؤنٹس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بھی یہاں پر بنائی گئی ہے۔ میرے پاس اس میں کروڑوں کے گھپلے کے ثبوت موجود ہیں۔ سب سے بڑی ایک انتہائی قابل اعتراض اور عجیب وغریب بات ہے کہ جب ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنتی ہیں تو وہاں پر قبرستان کے لئے جگہ رکھی جاتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا بڑا احترام ہے اور اگر یہ اتنا اہم معاملہ ہے تو پوائنٹ آف آرڈر پر تو کچھ نہیں ہو گا۔ آپ اس کے لئے توجہ دلاؤ نوٹس یا کوئی relevant motion جو بنتی ہے وہ لے کر آئیں تاکہ اسمبلی اس پر کارروائی کر سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس پر توجہ دلاؤ نوٹس بھی لا رہی ہوں چونکہ موقع اچھا تھا اور میں چاہ رہی تھی کہ آپ کے گوش گزار کر لوں اور ایوان کے بھی نوٹس میں آ جائے گا۔ sometime تحاریک بھی درمیان میں رہ جاتی ہیں اور take up نہیں ہو پاتیں آج چونکہ ماحول بھی اچھا تھا اور لاء منسٹر صاحب بھی موجود ہیں تو اس لئے میں گوش گزار کر دوں کہ پہلے سے یہ نوٹس میں ہو گا تو جب ہم تحریک التوائے کار لے آئیں یا اور کوئی صورت ہو گی تو زیادہ اچھے طریقے سے بات بھی سمجھ میں آ جائے گی۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہو رہی ہے کہ قبرستان کے لئے رکھی گئی جگہ کو باقاعدہ قبضہ گروپ نے فروخت کر دیا ہے اور وہاں سے غائب کر دیا ہے اور وہاں ہونے والی رجسٹریوں کے ثبوت

بھی میرے پاس موجود ہیں کہ قبرستان کی جگہ بیچ دی گئی ہے۔وہاں کے لوگ بے چارے suffer کر رہے ہیں، اخباری خبروں کے تراشے بھی موجود ہیں، سوسائٹی کا نقشہ بھی میرے پاس ہے۔ رجسٹرار کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی پنجاب کا یہ کام ہے کہ وہ انہیں مانیٹر کرے کہ کہاں پر کیا ہو رہا ہے لیکن کوئی کارروائی نہیں ہو رہی اسی لئے میں نے مناسب سمجھا کہ موقع اچھا ہے کہ میں ایک سوال آپ کے گوش گزار کر دوں۔

جناب سپیکر! ایک request آپ سے بھی تھی کہ ہم نے چار سال پہلے اسمبلی کے غریب ملازمین کے پیپلز ہاؤس اور گڑھی شاہو کے کوارٹرز کو ٹھیک کرانے اور انہیں متبادل جگہ دینے کے لئے ایک کمیٹی بھی قائم کی تھی اور آپ کی سربراہی میں اس پر بہت زیادہ کام بھی کیا تھا لیکن بدقسمتی سے آج چار سال ہونے کو ہیں لیکن ہم ان لوگوں کو گھر نہیں دے سکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اچھا point raise کیا ہے، آپ Monday کو مجھے ملیں تو میرا خیال ہے کہ ہم اس پر میٹنگ call کرتے ہیں اور سب کو بلاتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش اور suggestion تھی کہ نولاٹیا صاحب نے میرے خیال میں ایک بہت ہی legal, technical اور constitutional بات کرنے کی کوشش کی۔ I am sure کہ "گٹرز" بھی ایک issue ضرور ہے لیکن پہلے جو اہم بات ہو رہی ہے اسے ہم اگر conclude کر لیتے تو پھر ہم ٹوٹے ہوئے "گٹر" کی بات کرتے تو شاید مناسب ہوتا۔ ایک اتنی اہم بات کوئی اور آدمی بھی شاید May be I want to press something on this also ہم لوگ بھی ٹائم مانگ رہے ہیں اگر continuation جو issue under discussion ہو، اسے ہم پہلے conclude کر کے پھر کہیں اور جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ conclude کر کے ہی آگے چلے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں۔ جناب سپیکر! اسے conclude نہیں کیا گیا I also want to speak on that میری بھی اس پر گزارش کرنے کا مقصد یہ تھا اور میں بھی آپ کی خدمت میں عرض

کرنا چاہتا تھا کہ ہم کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم ہی شاید ہمیشہ اقتدار میں رہیں گے اور ہم Discretionary Powers کو اختیار کرتے ہوئے انہیں overrule کر جاتے ہیں۔آپ کی توجہ چاہئے اور rules کی amendment کے لئے بہت سارے لوگوں نے بہت عرصے سے تجاویز دے رکھی ہیں اور میری طرف سے بھی کچھ مؤدبانہ گزارشات ہیں کہ کس طرح ہم کمیٹی کو in powers کریں اور کس طرح ہم نظام کو بہتر چلانے کی کوشش کریں۔وہ تو سالہا سال گزرنے کے باوجود کہیں consider ہی نہیں ہوتیں۔ہمارے House کی کمیٹی ہے جو rules & procedure کو دیکھنے کے لئے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ لاء اینڈ پارلیمانی افیئرز کی ہے اور شاید اسی کو یہ چیزیں refer ہوں گی کہ ہم اس چیز کو اس طرح کرنا چاہتے ہیں۔ایوان کی باقاعدہ اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی ہے تو اس کمیٹی کو بھی اس کے لئے consider نہیں کیا گیا۔میری گزارش یہ تھی کہ Chair کے پاس ضرور یہ اختیار ہے کہ وہ خود سارا کچھ بنالے اور Chair کے پاس سب اختیارات ہیں، Discretionary Powers بھی Chair کے پاس ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ House کو ان اہم چیزوں سے exclude کر دیا جائے۔House کی کمیٹی اس House کی ایک نمائندہ کمیٹی ہے اور اس کمیٹی کے اندر اسی proportion کے ساتھ جس proportion کے ساتھ اس House کی سیاسی جماعتیں represented ہیں وہ وہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں، ہم ان عملوں کو کر لیا کریں تو بہتر ہوتا ہے۔ہم بھول جاتے ہیں اور ہم شاید سمجھتے ہیں کہ میں جب اقتدار میں ہوں تو شاید ہمیشہ اسی طرح رہے گا اور جب ہم روایات کو کمزور کرتے ہیں، جب ہم اداروں کو کمزور کرتے ہیں اور شخصیات کو مضبوط کرتے ہیں تو اس کے نتائج کبھی اچھے نہیں نکلتے۔میری پھر آپ سے مؤدبانہ گزارش ہو گی کہ اس چیز کو اگر ہم مل بیٹھ کر کہیں discuss کر لیں، ہماری عقلیں کم ہوں گی لیکن شاید اپوزیشن کی طرف سے کوئی بہتر suggestion آ ہی جائے، کہیں پر ہم contribute ہی کر سکیں تو میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس کو reconsider کر لیں۔یہ notification بھی اگر ہو چکا ہے تو reconsider ضرور ہو سکتا ہے Chair کی اسی power کے تحت جس Chair کی powers کے تحت یہ پہلے کر دیا گیا ہے please ہمیں اس پر incorporate کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 25۔جنوری 2012 کی صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔